

کریڈٹ کارڈ

تاریخ و تعارف شرعی حیثیت



پروفیسر ڈاکٹر محمد رفیع الرحمن

اسکولوں کے طلباء و طالبات کے لئے!

ایمانیات و عقائد، فقہی اصطلاحات، طہارت، اذان، نماز، زکوٰۃ
روزہ اور حج کے مسائل نیز چند معاشرتی آداب پر مشتمل
سوال و جواب کی صورت میں آسان

مختصر نصابِ فقہ سوالاً جواباً

ترتیب و تدوین
پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ناشر
اسکالرز اکیڈمی

پوسٹ بکس 17887 گلشن اقبال - کراچی 75300

کرپٹ کارڈ کی

تاریخ۔ تعارف۔ شرعی حیثیت

مؤلف

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ناشر

اسکالرز اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال، کراچی 75300

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب	: کریڈٹ کارڈ
مولف	: تعارف۔ تاریخ۔ شرعی حیثیت ڈاکٹر نور احمد شاہتاز
کمپوزنگ	: ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی فاضل علوم اسلامیہ، فاضل عربی، فاضل اردو حافظ محمد عابد (فون۔ ۷۷۳۹۰۷۰)
ترمیم و اوراق بندی	: شفاعت الرسول بھٹی
سن طباعت	: اپریل ۱۹۹۸ء
تعداد	: گیارہ سو
قیمت	: ۳۰ روپے

ناشر

اسکالرز اکیڈمی، بلاک ۳۔ اے، گلشن اقبال، کراچی
پوسٹ بکس ۷۷۷، پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰

تہنیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کا اپنا ایک معاشی نظام ہے جس کی روح ارتکاز دولت کا خاتمہ اور دولت کی منصفانہ تقسیم کی حوصلہ افزائی ہے۔ اسلام وسائل کی تقسیم عدل کے تقاضوں کے مطابق کرتا ہے اور جہاں کہیں تقسیم وسائل میں عدم اعتدال و ناانصافی کی کیفیت پائی جائے اس کی حوصلہ شکنی اور پھر بخ کنی کا درس دیتا ہے۔ اسلام نے حصول زر کے ایسے تمام ذرائع کی مخالفت کی ہے جس سے کسی ایک فریق کو نقصان پہنچتا ہو اور دوسرا فریق کسی کا استحصال کر کے امیر سے امیر تر بننے کی جستجو میں ہو، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جوئے، ٹے اور سودی کاروبار کی ممانعت کی ہے اور بیع کی ایسی تمام صورتوں کو دھوکہ دہی کے زمرے میں شمار کیا ہے جن سے دن پارٹی لاس (One Party Loss) کا پہلو نکلتا ہو۔

کریڈٹ کارڈ جدید معاشی نظام میں ایسا ہی ایک دھوکہ ہے کہ جس کا شکار ہو کر ایک شخص بچت کرنے کی بجائے ضرورت سے زائد خریداری کرتا اور مقروض ہو کر سود ادا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

بظاہر یہ بڑا ہی سہانا سہنا ہے کہ ”آپ جو چاہیں خریدیں اور جہاں سے چاہیں خریدیں“ بینک آپ کی خریداریوں کی ادائیگی کا کفیل اور ضامن ہے۔ ”مگر درحقیقت یہ سودی کاروبار کے فروغ کی ایک نہایت مکرہ چال ہے۔

زیر نظر رسالہ میں جناب ڈاکٹر نور احمد شاہناز نے اس جدید سودی اسکیم کا نہایت دقیق پوسٹ مارٹم کیا ہے اور کمیشن کے نام پر کھائے جانے والے سود کی چھ صورتیں بیان کر کے ہر ایک میں کمیشن کی حلت و حرمت سے بحث کی ہے۔ عالم اسلام کے مقتدر حلقے بشمول شیخ الاسلام و مفتی اعظم سعودی عرب اسے پہلے ہی دھوکہ و ”حرام“ ثابت کر چکے ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ اس کتاب سے اقتصادی و معاشی نیز کاروباری حلقوں میں کریڈٹ کارڈ سے متعلق پہلے سے قائم رائے میں تبدیلی آئے گی اور اس کی اصل

حیثیت و حقیقت سمجھنے میں مدد ملے گی۔

جناب شاہتاز صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ”کاغذی کرنسی“ کی مقبولیت کے بعد معاشی مسائل کے حوالہ سے ان کی دوسری خوبصورت کاوش زیور طبع سے آراستہ ہو کر سامنے آ رہی ہے اور دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ اس کی طباعت کے سلسلہ میں اپنا فرض ادا کر کے دارالعلوم کے دیگر فضلا کو دعوت دیتا ہے کہ وہ بھی اپنے قلم کو ہمیز لگائیں اور جدید مسائل پر اپنے افکار پیش کریں۔
اللہ تعالیٰ ہمارے افاضل کی دینی و ملی کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔
(آمین)

ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

بانی و ناظم اعلیٰ

دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی

جدید فقہی موضوعات کے مطالعہ

اور

جدید فقہی مسائل کے حل کے لئے

﴿فقہ اسلامي﴾

ملاحظہ کیجئے

اسکالرز اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۷۷۷، گلشن اقبال، کراچی

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ نستعین والصلوة والسلام علی حبیبہ

○ سیلنا محمد رحمۃ للعالمین و علی الہ وصحبہ اجمعین ○

رب کریم نے جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کو غیر معمولی ذہنی و فکری صلاحیت اور علمی استعداد کے ساتھ تحقیق کے ذوق فراواں سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنی خدا داد استعداد و صلاحیت سے بھرپور فائدہ حاصل کرتے ہوئے انتہائی اہمیت کے حامل موضوعات پر تحقیق کر کے مفید اور معلومات افزاء علمی و تحقیقی کتب و رسائل کی تصنیف و تالیف میں کوشاں رہتے ہیں۔ زیر نظر رسالہ ”کریڈٹ کارڈ تاریخ۔ تعارف۔ شرعی حیثیت“ اسی سلسلہ تحقیق و تصنیف کی کڑی ہے۔

یہ وقیع معلوماتی رسالہ فاضل مولف کے ذوق فراواں اور جہد مسلسل کا آئینہ دار ہے۔ اس انتہائی اہمیت کے حامل موضوع پر کام کا آغاز کرنے کے لئے مواد اکٹھا کرنے کی خاطر انہیں کن کن مراحل سے گزرنا پڑا، ملکی اور عالمی سطح پر کن کن علمی اور اسلامی مراکز اور شخصیات سے ردایط کرنے پڑے اور کتنی تنگ و دو اور جدوجہد کرنی پڑی۔ اس کا اندازہ پیش لفظ سے لگایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر شاہتاز کی یہ تحقیقی کاوش اس موضوع پر بلاشبہ ایک وقیع اور معلوماتی پیش رفت ہے جو لائق تحسین و ستائش ہے۔ مگر اس پر کام کی تکمیل اور اختتام نہیں ہوا بلکہ آغاز اور ابتدا ہوئی ہے۔ جیسا کہ فاضل مولف نے خود بھی اسی موضوع پر تفصیلی کتاب منظر عام پر لانے کا اظہار عزم کیا ہے۔ اس طرح یہ تحقیقی سعی و کاوش ایک قابل قدر اور لائق تحسین علمی و تحقیقی عمل کے ساتھ اصحاب تحقیق کے لئے دعوت فکر و عمل بھی ہے۔

جناب ڈاکٹر شاہتاز صاحب کا علمی و تحقیقی کام ارباب دین اور اصحاب علم و دانش کے نزدیک بلاشبہ قابل قدر و منزلت ہے۔

ان کا یہ کام مجھ عاجز کے لئے جہاں ایک ادنیٰ خادم علم و دین کی حیثیت سے باعث بہجت و فرحت ہے وہاں خادم قمر الاسلام کی حیثیت سے خاص طور پر باعث

طمانیت و مسرت ہے کہ قمر الاسلام کی ضیاء باریوں اور ضیاء پاشیوں کا یہ بھی ایک منظر
و منظر ہے۔

اللہ تعالیٰ قمر الاسلام کے اس کوکب تاباں کو ہمیشہ ضوفشاں رکھے اور اس کی
ضوفشانی ہر لمحہ فزوں تر ہوتی رہے۔ آمین۔

یا رب العالمین

بجاء طہ و یسین

و صل وسلم وبارک علیہ وعلی الہ

و صحبہ اجمعین

ابوالازہر عظمت علی شاہ ہمدانی

مستتم قمر الاسلام سلیمانیہ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۹
۲	بینک کارڈ کی اجمالی تاریخ	۱۳
۳	دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کارڈ	۱۵
۴	کریڈٹ کارڈ کے فریق	۲۰
۵	کریڈٹ کارڈ کی اقسام	۲۱
۶	کریڈٹ کارڈ کے فوائد	۲۳
۷	کارڈ ہولڈر کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟	۲۳
۸	تاجر کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟	۲۵
۹	بینک کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟	۲۶
۱۰	کریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ لین دین کیسے ہوتا ہے؟	۲۷
۱۱	کریڈٹ کارڈز کی شرعی حیثیت	۳۱
۱۲	ممبر شپ فیس کیا ہے؟	۳۱
۱۳	کارڈ کی تجدید کرانے کی فیس کی حیثیت	۳۲
۱۴	بینک کمیشن کی شرعی حیثیت	۳۴
۱۵	بینک کی ترغیبی اسکیموں کی شرعی حیثیت	۶۱
۱۶	تاجر سے کارڈ ہولڈر کو ملنے والے ڈسکاؤنٹ کی حیثیت	۶۳
۱۷	بعض ضروری تنبیہات	۶۴
۱۸	خلاصہ بحث	۶۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۹	الیکٹرونک کیش اور مونڈیکس کارڈ	۷۱
۲۰	الیکٹرانک کیش کیا ہے؟	۷۳
۲۱	ڈیجیٹل دنیا میں حکومت؟	۷۵
۲۲	کریڈٹ کارڈ کے بارے میں مفتیان سعودی عرب کی رائے	۷۸
۲۳	سعودی عرب کی مستقل فتویٰ کونسل کا فتویٰ	۸۲
۲۴	مدینہ منورہ کے ایک عالم کی رائے	۸۵
۲۵	فہرست مصادر و مراجع	۹۱

بچوں کے لئے آسان سوال و جواب کی صورت میں

ایک خوبصورت گلدستہ معلومات

چار کتابوں کا انعامی سیٹ

□ مختصر نصاب قرآن □ مختصر نصاب حدیث

□ مختصر نصاب فقہ □ مختصر نصاب سیرت

ترتیب و پیشکش

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاہ..... ناشر اسکا لرز اکیڈمی، کراچی

رابطہ: قاری محمد یعقوب بالا کوٹی، دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

فون: 5376793 - 5376884 فیکس: 5830837

پیش لفظ

بسم الله الرحمن الرحيم والصلوة والسلام على اشرف
الانبياء والمرسلين و على آله و صحبه اجمعين

اما بعض

۱۹۹۵ء میں ماہ صیام کے دوران ہمدرد لائبریری (بیت الحکم) میں عربی کتب کے پورشن میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کی شائع کردہ ایک کتاب کے مطالعہ کے دوران جسے میں کانغذی کرنسی کی شرعی حیثیت پر تحقیق کے سلسلہ میں دیکھ رہا تھا، کریڈٹ کارڈ کے حوالہ سے ایک تحریر نظر سے گزری۔ چونکہ اس وقت میرا موضوع صرف کانغذی کرنسی ہی تھا، اس لئے میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تاہم کتاب کا نام صفحہ وغیرہ نوٹ کر لیا۔

کانغذی کرنسی پر ترجمہ و تحقیق کا کام مکمل ہوا تو مجھے اس طرف توجہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں پھر ہمدرد گیا مگر وہ کتاب وہاں نہ ملی۔ تلاش بسیار کے باوجود کوئی اتنا پتا نہ ملا۔ مگر اسی دوران مجھے ایران سے المجموع العالمی للفقہ والمذہب الاسلامیہ کا رسالہ التقرب موصول ہوا جس میں کریڈٹ کارڈ پر ایک وقیع مضمون شائع ہوا تھا۔ اس کے مطالعہ کے ساتھ ہی اشتیاق مزید ہوا کہ کریڈٹ کارڈ کے حوالہ سے لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے۔ دوست احباب، اہل علم اور مکتبات سے رجوع کیا مگر اپنی زبان میں کوئی چیز نہ ملی، انگلش میں محض تعارفی پمفلٹ اور مضامین نظر آئے مگر فقہی نقطہ نظر سے کہیں کوئی بحث نظر سے نہ گزری، طارق روڈ (کراچی) پر ہمارے ایک دوست ملک محمد نواز صاحب ہوتے ہیں جو جدید موضوعات پر لٹریچر جمع اور سپلائی کرنے میں احباب میں خاصی شہرت رکھتے ہیں، ان سے ذکر کیا تو انہوں نے دو ایک دوستوں سے رابطہ کو کہا مگر خود ان کے پاس

کوئی ایسی تحریر نہ تھی۔ انہوں نے جناب مجاہد الاسلام قاسمی کی جدید فقہی مباحث کا سیٹ مہیا کیا مگر بات نہ بنی۔ اسٹیٹ بینک لائبریری میں ایک دن خراب کیا مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ حتیٰ کہ اسٹیٹ بینک کے جنرل اکنامکس ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں اسلامک اکنامکس ڈویژن کے مدیر جناب محمد ایوب صاحب سے ملاقات کی بڑے ملنسار اور وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ انہوں نے کریڈٹ کارڈ اسکیم کے دو ایک ماہرین سے ملوایا مگر مواد نہ مل سکا۔ شریف بن فاضل صاحب جو اسٹیٹ بینک کے شعبہ GERD (اسلامک اکنامکس ڈویژن میں) DD ہوتے ہیں ان کی بھی سمع خراشی کی مگر زبانی جمع خرچ کے سوا ان کی زنبیل سے بھی کچھ نہ نکلا۔ ANZ گرینڈ لیز بینک، MCB، سٹی بینک، ویزا کمپنی کے کراچی آفس اور کئی دیگر متعلقہ اداروں سے رابطہ کیا مگر عقدہ حل نہ ہوا اس عرصہ میں مختلف علماء کرام سے بھی استفسار کیا مگر اکثر کو ”کریڈٹ کارڈ“ کے فنکشن کا علم نہ تھا۔ البتہ مولانا محمد طاسین صاحب نے چند مفید مشوروں اور اپنی علمی رائے سے مستفید کیا۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے کوئی کام بھلائی کا لینا چاہتے ہیں تو اس کے اسباب و وسائل اور اس کی تدبیر اپنے اس بندے کو بھادیتے ہیں۔ چنانچہ میرے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی کہ بیرون ملک اسلامی مراکز سے رابطہ کر کے عالم اسلام کا موقف جاننا چاہئے، اور اپنی کوئی رائے قائم کرنے سے قبل اور دستیاب مواد پر بھروسہ کرتے ہوئے کچھ تحریر کرنے سے پہلے ایک بار عالم اسلام کے اسکالرز، مفتیان کرام اور علماء کی آراء حاصل کرنی چاہئیں۔ اللہ پر توکل کر کے میں نے اپنے پرانے روابط کو تازہ کرتے ہوئے مراسلت شروع کی اور مصر، سوڈان، شام، عراق، لیبیا، الجزائر، مراکش، اردن اور سلطنت عمان و سعودی عرب کے اہل علم، مکتبات، جامعات اور شخصیات کو مخاطب کیا۔ عمرہ کے لئے سعودیہ جانے والے بعض احباب کے ذریعہ بعض کتب اور مقالات حاصل کئے اور اس طرح اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا۔ جمع شدہ مواد سے ترتیب پانے والے مقالہ کو پہلے قسط وار ماہنامہ آگہی اور مجلہ

کاروان قمر (کراچی) میں شائع کیا گیا اور اب یہ ایک رسالہ کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مگر یہ حتمی تحریر نہیں نہ مفصل بحث ہے۔ اللہ نے چاہا تو تفصیلی کتاب اس موضوع پر اپنے وقت پر منظر عام پر آئے گی۔ ”کل امر مرہون بآوقاتہا“ سروسٹ جو مرتب ہو سکا پیش خدمت ہے۔

اس سلسلہ میں تعاون فرمانے والے تمام احباب بالخصوص ڈاکٹر حلیمی محمد فودہ، مدیر مکتبہ البنک الاسلامی للتنمیہ، جدہ، جناب ڈاکٹر ہانی العمد، جوڑن یونیورسٹی عمان، جناب ڈاکٹر زید عبد المحسن الحسین، الریاض اور جناب ڈاکٹر بدیع السید اللہام، دمشق سواریا، کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے موضوع سے متعلق بعض انتہائی اہم کتب و مقالات فراہم کر کے میری علمی اعانت فرمائی۔

ان کے علاوہ علامہ فضل القدیر ندوی، علامہ شاہ حسین گردیزی اور ملک محمد نواز صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے موضوع کی اہمیت کو مجھ پر اس قدر نمایاں کیا کہ میں نے ہر صورت اس پر لکھنے کا فیصلہ برقرار رکھا۔

اور سب سے بڑھ کر لائق شکر تو اللہ کی ذات ہے کہ جس کی عطا کردہ نعمت ہائے ”لا تعد ولا تحصى“ کی برکت سے ہی ہم کچھ کر سکنے کی پوزیشن میں ہیں۔

فہو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ وعلیہ التکلیل

شرح اصطلاحات

اس رسالہ میں استعمال ہونے والی بعض مخصوص اصطلاحات کی تشریح پیش خدمت ہے۔
 کارڈ ہولڈر: وہ شخص جس نے کسی بینک یا کارڈ جاری کرنے والی کسی کمپنی سے
 کریڈٹ کارڈ حاصل کر رکھا ہو۔

عمیل: گاہک، مگر یہاں اس سے مراد کارڈ ہولڈر ہے۔
 خریداری کوپن: وہ رسید یا بل جو ایک تاجر یا خدمات مہیا کرنے والا ادارہ کارڈ ہولڈر کو
 بنا کر دیتا ہے، اور اس پر کارڈ ہولڈر سے دستخط کروا کر رقم کی وصولیابی
 کے لئے بینک میں جمع کراتا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کارڈ ہولڈر کے پاس
 بھی رہتا ہے۔

حوالہ: ایک قرض دوسرے کے ذمہ منتقل کرنا۔

مخیل: حوالہ کرنے والا۔

مخال: جسے حوالہ کیا گیا۔

مخال علیہ: جس کے حوالہ کیا گیا۔

محال بہ: مطالبہ یا مال جس کا تقاضا کیا گیا ہو۔

اصطلاح شرع میں حوالہ کے معنی یہ ہیں کہ مقروض اپنے قرض کے مطالبہ کو دوسرے
 شخص پر اس قرض کے عوض ڈال دے جو اسے اس شخص سے لیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کریڈٹ کارڈ بیسویں صدی عیسوی کے جدید مالیاتی نظام کا ایک کامیاب تجربہ ہے، کاروباری طبقہ میں کریڈٹ کارڈ کو خاصی مقبولیت حاصل ہے اور پاکستان جیسے ”غریب ملک“ میں بھی کریڈٹ کارڈ جاری اور قبول کئے جاتے ہیں۔ تاہم عوام کی اکثریت ”کریڈٹ کارڈ“ کے نام سے بھی ناواقف ہے اس کے کام سے واقف ہونا تو بعد کی بات ہے۔ اپنے قارئین کو ”کریڈٹ کارڈ“ اسکیم سے باخبر کرنے اور اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کرنے کی خاطر میں نے اس موضوع پر معلومات جمع کر کے درج ذیل رسالہ مرتب کیا ہے جو قسط وار ”مجلہ کاروانِ قمر“ میں شائع ہو چکا ہے۔ باخبر اور اہل علم اگر کسی بات سے اختلاف رکھتے ہوں تو وہ اپنا موقف تحریر فرمائیں ممکن ہے ان کے خیالات میری اور دیگر حضرات کی معلومات میں اضافہ اور اصلاح کا باعث بنیں۔ وما تو فیقی الا باللہ

بینک کارڈز کی اجمالی تاریخ:

بینک کارڈز، کریڈٹ کارڈز کی بنسبت عام ہیں اور ڈیبٹ اینڈ کریڈٹ کارڈز کا وجود اس وقت سے ہے جب سے معاشرہ میں نئے مالیاتی نظام کا آغاز ہوا اس طرح کے کارڈز کے ذریعہ زیادہ پر اعتماد و باطمینان طریقہ سے قرض کی ادائیگی، SET OFF اور تجارتی معاملات کا لین دین ہونے لگا ہے۔

یہ بات انیسویں صدی کے آغاز کی ہے، جب انٹرنیشنل کمپنیوں نے کارڈز جاری کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ جیسے ”اسٹرن یونین“ کمپنی نے امریکہ میں ۱۹۱۳ء میں اپنے اسٹاف کے کام کو آسان بنانے کی خاطر کیا۔ پھر اس کے بعد

پٹرولیم کمپنیوں، ریل گاڑیوں کی مالک کمپنیوں، بڑے بڑے ہوٹلوں اور کاروباری مراکز نے اسے اپنایا مگر ان سب کے ہاں اس کا استعمال صرف بعض معاملات تک ہی محدود رہا۔

۱۹۲۴ء میں جنرل پٹرولیم کارپوریشن نے کیلی فورنیا میں پہلی بار حقیقی ”کریڈٹ کارڈ“ جاری کیا جسے پٹرول حاصل کرنے والے گاہکوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ وہ فوری طور پر رقم ادا کرنے کے بجائے اس کارڈ کے ذریعہ پٹرول کی قیمت آئندہ کسی وقت مقررہ تواریخ پر ادا کر سکیں۔

۱۹۳۹ء میں پلاسٹک کرنسی کی مانگ میں تیزی آگئی اور کریڈٹ کارڈ کا اجراء ڈائنرز کلب (Diners Club) نے شام کا کھانا ہوٹلوں پر کھانے والوں (Diners) کے لئے کر کے اپنے گاہکوں میں خاصا اضافہ کر لیا۔ اس کے بعد امریکن ایکسپریس اور بلائنج کارڈ میدان میں آئے۔

پھر ۱۹۵۱ء میں بینکوں نے اس میں پیش قدمی کی اور کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ادائیگی کے نظریہ کی کامیابی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ میں انہوں نے کریڈٹ کارڈ جاری کئے تھوڑے ہی عرصہ میں سو کے لگ بھگ بینکوں کے کارڈ مارکیٹ میں چلنے لگے۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں کریڈٹ کارڈ نے ”سودی قرض“ کی فکر کی بناء پر ترقی کی چنانچہ ایک منافع بخش کمپنی قائم کی گئی جس کے تحت ایسے بینکوں نے رجسٹریشن کرایا جو کریڈٹ کارڈ کی سہولت دینے میں دلچسپی رکھتے تھے اس کمپنی کا نام VISA رکھا گیا جو کمپنی کے مکمل نام کا مخفف ہے۔ اس کی شاخیں ۱۴۳ سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہیں۔ اس آرگنائزیشن کے فرائض حسب ذیل طے پائے۔

۱۔ بینکوں کی طرف سے کریڈٹ کارڈ جاری کئے جانے کی درخواستوں کو قبول یا رد کرنا۔

۲۔ ممبر بینکوں کو کریڈٹ کارڈ جاری کرنے کے سلسلہ میں ضروری تربیت و تجربہ سے روشناس کرانا۔

۳۔ ممبر بینکوں کے مابین لین دین 'Set Off اور توکیل یا Proxy Power جیسے معاملات کے سلسلہ میں مراسلت کی خدمات پیش کرنا۔

۴۔ کریڈٹ کارڈ پر مہیا کی جانے والی خدمات / سروسز کو مزید بہتر بنانے اور انہیں ممبر بینکوں تک پہنچانے کی کوشش کرنا۔

خلاصہ

مختصر یہ کہ VISA نامی کمپنی یا آرگنائزیشن ان بینکوں کو جن کے لئے یہ کارڈ جاری کرتی ہے۔ اپنی انتظامی اور فنی خدمات پیش کرتی ہے اور اس کے انتظامی ادارے کو ممبر بینکوں کے نمائندے چلاتے ہیں۔

کریڈٹ کارڈ کیا ہے ؟

یہ پلاسٹک یا کسی دھات (Metal) کا بنا ہوا ایک کارڈ ہے جسے باسانی پرس میں رکھا جا سکتا ہے۔ اس پر کارڈ کے مالک (Card Holder) کا نام، کارڈ کے جاری کئے جانے کی تاریخ (تاریخ اجراء) تاریخ انہما، کارڈ کا مخصوص نمبر وغیرہ ایک خاص طریقہ سے ابھرے ہوئے یا کندہ کئے گئے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دستاویز ہے جو جاری کرنے والا بینک کسی ایسے شخص کو یا ادارے کو جاری کرتا ہے جس کا بینک کے ساتھ اس کارڈ کے اجراء کے سلسلہ میں معاہدہ ہوا ہو اور وہ اس کارڈ کے ذریعہ 'کاروبار' خرید و فروخت یا سروسز (خدمات) حاصل کرنا یا مہیا کرنا چاہتا ہو۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کارڈوں کی تعداد

ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۹۸۷ء تک صرف برطانیہ میں اکتیس (۳۱) ملین کارڈ جاری ہو چکے تھے جبکہ جاپان میں ۱۹۸۵ء ہی میں پچاسی (۸۵) ملین کارڈ جاری ہوئے۔ دنیا بھر میں ۱۹۸۷ء تک ۸۰۰ ملین سے زائد کارڈ موجود تھے۔ امریکہ میں ۱۹۸۶ء میں امریکی بینکوں کے جاری کردہ کارڈوں پر ۲۷۵ بلین ڈالر منافع (سود) کمایا

گیا۔ ۱۹۸۹ء میں صرف امریکن ایکسپریس کے کارڈوں نے ۵۰۰ ملین ڈالر کا منافع (سود) جمع کیا۔ ۱۹۹۰ء میں پلاسٹک کرنسی یا کریڈٹ کارڈ نے اسلامی دنیا کا رخ کیا اور کاروباری مراکز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کم و بیش ایک کروڑ بیس لاکھ کاروباری مراکز دنیا بھر میں اس سے وابستہ ہوئے جن میں سے زیادہ یورپ اور عرب دنیا کے تجارتی مراکز ہیں۔

بعض مشہور قسم کے کارڈ

یوں تو دنیا بھر میں تقریباً ”ہر بڑا بینک اب کریڈٹ کارڈ جاری کرتا ہے۔ تاہم بعض اداروں اور کمپنیوں کے کارڈ زیادہ مقبول ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ امریکن ایکسپریس کارڈ۔

۲۔ ویزا (VISA) آرگنائزیشن کارڈ۔

۳۔ ماسٹر کارڈ۔

۴۔ یورو کارڈ۔

۵۔ ڈائمنڈز کلب کارڈ۔

پاکستان میں رائج بعض معروف کریڈٹ کارڈ

بین الاقوامی کمپنیوں کی زیر سرپرستی پاکستان میں بھی کریڈٹ کارڈ کا اجراء ایک عرصہ سے جاری ہے اور مقامی طور پر بینکوں سے درج ذیل کارڈ جاری کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ماسٹر کارڈ۔

۲۔ ویزا کارڈ۔

۳۔ ڈائمنڈز کلب کارڈ۔

۴۔ یونی کارڈ

۵۔ حبیب بینک کارڈ۔

۶۔ سٹی کارڈ۔

۷۔ MCB کارڈ۔ وغیرہ۔

کریڈٹ کارڈ کا فائدہ

اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ بینک یا جاری کنندہ کے حساب (Account) سے رقم حاصل کی جاسکتی / نکلوائی جاسکتی ہے۔ اس اعتبار سے اس کارڈ کی تعریف ایک ”دو طرفہ معاہدہ“ کی ہے۔

(۱) ایک معاہدہ کارڈ جاری کرنے والے اور جسے کارڈ جاری کیا گیا ہے اس کے مابین ہوتا ہے۔ اس معاہدہ میں کریڈٹ کارڈ / ادھار کی زیادہ سے زیادہ مقدار کا تعین اور دیگر شرائط طے کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس معاہدہ میں بینک یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ کارڈ کے مالک یا کارڈ ہولڈر کو وہ سامان فراہم کرے گا جو وہ لینا چاہے گا اور اس کی قیمت کارڈ ہولڈر کے حساب سے وضع ہو جایا کرے گی یا اگر اس کے Account میں اتنی رقم نہ ہوئی تو بینک اپنی طرف سے رقم ادا کرنے کا پابند ہو گا یہ رقم کارڈ ہولڈر ایک مدت مقررہ (مثلاً ایک ماہ) کے اندر اندر بینک کو واپس کرے گا۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو شرعاً درست ہے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت دلالت کرتی ہے ”واذنوا بالعقود“ یعنی معاہدوں کی پابندی کیا کرو اور اس آیت میں معاہدوں کا ذکر عام ہے کوئی مخصوص معاہدے یہاں مراد نہیں ہیں جیسے اس آیت کے زمانہ نزول کے معاہدہ ہوں۔ بلکہ اس سے مراد ہر وہ معاہدہ ہے جسے اصحاب عقل و شعور معاہدہ کہیں اور جو شرعاً ممنوع نہ ہوں اور ممنوع معاہدوں سے مراد یہاں ایسے معاہدے ہیں جن میں فریقین میں سے کسی ایک کو ضرر ہو یا مجہول معاہدے ہوں

کہ جن سے معاہدہ باطل قرار پاتا ہے۔ اور چونکہ کریڈٹ کارڈ ایک ایسی رقم جمع کرائے جانے پر جاری کیا جاتا ہے جس کی مقدار معین ہوتی ہے اور اس سے تجاوز نہیں کیا جاتا۔ لہذا اس میں کسی قسم کے دھوکہ و فریب کا امکان نہیں ہوتا۔ اور جب بھی کارڈ کا مالک یا کارڈ ہولڈر اس کارڈ کے ذریعہ کوئی رقم بینک سے نکلاتا ہے یا کارڈ دکھا کر کہیں سے کوئی سامان خریدتا ہے یا کسی قسم کی خدمات Services لیتا ہے تو اس عمل میں جو دستاویزات یا کاغذات لین دین کے تیار ہوتے ہیں ان میں یہ سب کچھ واضح طور پر لکھا ہوتا ہے اس لئے دونوں پارٹیاں اپنا اپنا معاملہ خوب سمجھتی اور جانتی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کارڈ کے اجراء کے وقت ہونے والا معاہدہ دراصل بینک اور کارڈ ہولڈر کے مابین ایک طرح سے ادائے دین میں نیابت کا ہوتا ہے۔ چنانچہ بینک اس کارڈ ہولڈر کے نائب کے طور پر اس کی طرف سے اس کے سامان اور سودوں کی قیمتوں کی ادائیگی کرتا ہے اور یہ ادائیگی کبھی تو مالک یعنی کارڈ ہولڈر کے بینک میں جمع سرمائے سے ہوتی ہے اور کبھی کارڈ جاری کرنے والے بینک کے سرمائے سے جو کہ بعد میں بینک کو واپس مل جاتا ہے اور اس پر بینک کو اپنے سرمایہ سے ادائیگی کرنے کی وجہ سے اتنی اجرت بھی دی جاتی ہے جو کارڈ ہولڈر اور بینک کے مابین معاہدہ کے وقت طے پا چکی ہوتی ہے اور یہ معاملہ عین مطابق عقل ہے کہ عقلاً ”ہر وہ معاہدہ جو عقد کھلا سکے اس کا پورا کرنا ضروری ہے بشرطیکہ کہ وہ شریعت کے مقرر کردہ نواہی کے زمرہ میں نہ آتا ہو۔“

(۲) اوپر ہم نے ایک معاہدہ کا ذکر کیا جو کارڈ جاری کرنے والے (بینک) اور کارڈ حاصل کرنے والے شخص (کارڈ ہولڈر) کے مابین تھا، اب اس کریڈٹ کارڈ کے اجراء کے عمل میں ہونے والے ایک دوسرے معاہدہ کا ذکر ہو گا جو کارڈ جاری کرنے والے (بینک) اور اس کارڈ کو قبول کرنے والے اداروں یا

کمپنیوں کے مابین ہوتا ہے۔ اس میں دونوں پارٹیوں کے مابین طے پانے والی شروط کا ذکر ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں طے یہ پاتا ہے کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک، کارڈ ہولڈر کی خریداریوں، یا حاصل کردہ خدمات کے مقابل ان تاجروں یا اداروں کو ادائیگی کرے گا جن سے کارڈ ہولڈر نے خدمات حاصل کیں یا اشیاء خریدیں اور اس ادائیگی کی ذمہ داری ادا کرنے کے عوض وہ کچھ مخصوص رقم کارڈ ہولڈر کے حساب سے منہا کرے گا۔ اس طرح کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین کسی معاہدہ کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ وہ تاجر کارڈ جاری کرنے والے بینک پر اعتماد کرتے ہوئے کارڈ پیش کرنے والے شخص (کارڈ ہولڈر) کو مطلوبہ سامان مہیا کر دیتا ہے اس طرح کارڈ ہولڈر خریداری کرتے وقت ادائیگی کرنے والے بینک کے نائب کے طور پر اس کی فراہم کردہ ضمانت کی بنیاد پر خریداری کر لیتا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر فرض کیجئے کہ تاجر کو کارڈ جاری کرنے والا بینک ادائیگی نہ کرے تو وہ تاجر اس کارڈ ہولڈر سے تو رقم کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ آگے چل کر ہم اس کی وضاحت کریں گے کہ ان کریڈٹ کارڈوں کا معاملہ اس طرح نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا تعلق کارڈ ہولڈر اور تاجر کے مابین بھی ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بظاہر بینک نے خریدار کی خریداریوں کی ادائیگی کی ذمہ داری لے لی ہوئی ہے اور وہ تاجر کو کارڈ ہولڈر کے نائب کے طور پر ضمانت ادائیگی فراہم کرتا ہے اور کارڈ ہولڈر کی طرف سے وہ بینک ان ادائیگیوں کے لئے وکیل یا نائب ہوتا ہے۔ اس موقع پر ضمان یا حوالہ کی وہ تشریح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو اہل تشیع (امامیہ) نے بیان کی ہے ان کے نزدیک حوالہ سے مراد اس دین (قرض) کی ادائیگی کی ذمہ داری کسی دوسرے کو منتقل کر دینا ہے جیسے وہ بینک جس نے کارڈ جاری کیا ہو۔ اس طرح خریدار تاجر کے لئے ایک اجنبی ہوتا ہے نہ کہ اس تاجر کا مقروض۔

اہل سنت کے نزدیک ضمان سے مراد ایک ذمہ میں دو سرازمہ ملا دینا ہے اس طرح کارڈ ہولڈر کا تعلق تاجر سے برقرار رہتا ہے اور اگر ضامن ادائیگی نہ کرے تو تاجر اس اصل شخص سے ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے اور حوالہ کی تعریف یہ ہے کہ قرض کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ پر منتقل کرنا۔

کریڈٹ کارڈ کے فریق

کریڈٹ کارڈ کئی فریقوں کے ملنے سے جاری ہوتا ہے اور اس کے اجراء و نفاذ میں حسب ذیل فریق شریک ہوتے ہیں۔

- ۱۔ کوئی بین الاقوامی کمپنی یا بینک جو اس کارڈ کے امور کی نگرانی ہو۔
- ۲۔ اس بین الاقوامی کمپنی کی علاقائی شاخیں۔ یا انٹرنیشنل بینک کی شاخیں جن کی خدمات اس بین الاقوامی کمپنی (یا بینک) اور کارڈ حاصل کرنے والوں کے مابین رابطہ کے طور پر استعمال کی جاسکیں۔
- ۳۔ تجارتی مراکز کے مالک یا تجارتی کمپنیاں یا خدمات فراہم کرنے والے ادارے جو اس کارڈ کو قبول کرتے ہوئے اس کے ذریعہ لین دین کریں۔
- ۴۔ کارڈ ہولڈرز جو کہ کارڈز کے عوض خریداری یا اپنی ضرورت کی خدمات حاصل کریں۔

ان چاروں فریقوں کے مابین تعلق مختصر طور پر اس طرح ہوتا ہے۔

(الف) کارڈ جاری کرنے والی بین الاقوامی کمپنی یا بینک اپنی ذیلی اور مقامی شاخوں سمیت اس بات پر آمادہ ہوتی ہے کہ وہ ہر ایسے شخص کو کارڈ جاری کرے گی جو ایک خریدار ممبر ہو یا سروسز کا طلبگار ہو یا بیچنے والا (تاجر) ممبر ہو یا خدمات (سروسز) پیش کرنے والا ممبر۔

(ب) کارڈ ہولڈر (خریدار) کسی ایسے تاجر یا کاروباری مرکز کے مالک کے پاس جاتا ہے اور اس سے وہ چیز حاصل کرتا ہے جو اسے مطلوب ہے یا خدمات فراہم کرنے والے ادارے کے پاس جاتا ہے اور اس سے وہ خدمات حاصل کرتا

ہے جو اسے مطلوب ہیں اور ایک کوپن پر دستخط (جس کے تین پرت ہوتے ہیں) کرتا ہے اور اپنے کریڈٹ کارڈ کی فوٹو کاپی دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ادائیگی وہ کمپنی یا بینک کرے گا جس نے کارڈ جاری کیا۔

(ج) کاروباری مرکز یا تاجر اس خریدار (یا کارڈ ہولڈر) کے دستخط کردہ کوپن اس بینک یا بین الاقوامی کمپنی کو ارسال کرتا ہے جس نے کارڈ جاری کیا یا اس کمپنی یا بینک کی مقامی شاخ کو پیش کرتا ہے اور اس سے ان اشیاء کی قیمت وصول کر لیتا ہے جو کارڈ ہولڈر نے لی تھیں یا ان خدمات کا معاوضہ وصول کر لیتا ہے جو اس نے کارڈ ہولڈر کو مہیا کی تھیں۔

(د) وہ کمپنی یا بینک اس کارڈ ہولڈر کو اس کی خریداری کی رسیدوں کی نقول یا بل کی کاپی ارسال کرتا ہے اور اس سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اتنی رقم طے شدہ طریقہ ادائیگی کے مطابق قسطوں کی صورت میں (یا جیسے بھی طے ہو) بینک کو ادا کر دے یا بینک اس شخص (کارڈ ہولڈر) کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم از خود وضع کر لیتا ہے بشرطیکہ اس شخص کا اس بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ ہو۔

(ه) اگر کارڈ ہولڈر مطلوبہ رقم مدت مقررہ کے اندر اندر ادا نہ کر سکے تو پھر اس سے اس تاخیر پر سود لیا جاتا ہے اور یہ سود مرکب ہوتا ہے۔

(و) اگر کارڈ ہولڈر ان شروط و قیود کے ساتھ ادائیگی نہ کرے جو طے پائی تھیں تو پھر اس کے کارڈ کو اس لسٹ میں شامل کر دیا جاتا ہے جو لین دین کے لئے ناقابل اعتبار قرار پانے والے کارڈوں کی ہوتی ہے اور اس وقت تک اس شخص کا کارڈ کسی لین دین کے قابل نہیں رہتا جب تک کہ اس کے اور جاری کنندہ (کمپنی) کے مابین تصفیہ نہ ہو جائے۔

کریڈٹ کارڈ کی اقسام

کریڈٹ کارڈ کی کئی قسمیں ہیں اور اس کی یہ تقسیم دراصل اس کے جاری کرنے والوں کی طرف سے مقرر کردہ نرخوں کے اعتبار سے یا بینک میں اکاؤنٹ

کھولنے کے لحاظ سے یا ادائیگی کی مدت اور شروط کے اعتبار سے ہیں۔ چنانچہ کریڈٹ کارڈ عموماً ”دو طرح کے ہیں۔

○ ایسے کریڈٹ کارڈ جن کے مقابل ممبر شپ فیس لی جاتی ہے۔

○ ایسے کریڈٹ کارڈ جن کے مقابل کوئی ممبر شپ فیس نہیں لی جاتی۔

اسی طرح پھر کریڈٹ کارڈ کی مزید دو قسمیں ہیں۔

☆ ایسے کریڈٹ کارڈ جن کے حصول کے لئے جاری کرنے والے بینک میں اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہے۔

☆ ایسے کریڈٹ کارڈ جن کے جاری کنندگان اسی بینک میں اکاؤنٹ کھولنے کا تقاضا نہیں کرتے جس بینک نے کارڈ جاری کیا۔

کریڈٹ کارڈ کے عوض ملنے والی خدمات و سہولیات کی ادائیگی کے لحاظ سے کارڈ کی پھر دو قسمیں ہیں۔

○ ایسے کارڈ جن کے عوض خریداری کی سہولت حاصل کرنے کی صورت میں ایک ماہ کے اندر اندر ادائیگی ضروری ہے۔

○○ ایسے کارڈ جو ادا کردہ رقوم کی ادائیگی کا مطالبہ ایک ماہ کے اندر یا فوری طور پر نہیں کرتے۔ تاہم فوری ادائیگی کردی جائے تو بہتر اور نہ کی جائے تو سود وصول کرتے ہیں۔

یوں کریڈٹ کارڈ کو دو طرح کے کہا جاسکتا ہے۔

☆ ایسے کارڈ جو ہر بار ادا کی گئی رقم کی فوری ادائیگی کا تقاضا کرتے ہیں۔

☆ ایسے کارڈ جو فوری ادائیگی کا تقاضا نہیں کرتے بلکہ مقررہ اقساط کی

صورت میں ادائیگی چاہتے ہیں۔

بعض کریڈٹ کارڈ ایسے ہیں کہ انہیں ان کی بعض خصوصیات کی بناء پر اعلیٰ، متوسط اور عام کہا جاسکتا ہے۔ مثلاً گولڈن کارڈ، الماسی اور گرین کارڈ وغیرہ۔ گولڈن کارڈ ایسے افراد کو جاری کیا جاتا ہے جو مالی اعتبار سے مضبوط اور اونچے

درجے کے ہوتے ہیں، ایسے کارڈ کسی محدود کریڈٹ گارنٹی کے حامل نہیں ہوتے بلکہ جاری کرنے والے کی جانب سے کارڈ ہولڈر پر بھرپور اعتماد اور اس کے پاس اس کے اکاؤنٹ میں موجود رقم کے اعتبار سے جاری کئے جاتے ہیں۔

کریڈٹ کارڈز کے فوائد

جدید دور میں ان کریڈٹ کارڈز نے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے اور یہ آج کی ایک بنیادی ضرورت بن گئے ہیں۔ اسلامی ممالک میں ان کا استعمال وہ لوگ کرتے ہیں جو بین الاقوامی دوروں اور سفر پر زیادہ رہتے ہوں۔ کیونکہ ایسے ہی مواقع پر ان کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ایسے تاجروں، کاروباری حضرات کے لئے انتہائی مفید ہیں جو اپنا مال تجارت بین الاقوامی منڈیوں میں لے جاتے اور اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا فائدہ ان کے جاری کرنے والے بینکوں کو بھی پہنچتا ہے جس کی تفصیل ترتیب وار حسب ذیل ہے۔

(الف) کارڈ ہولڈر کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟

۱۔ کارڈ ہولڈر کو بھاری بھر کم رقوم سفر میں ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں رہتی اور اس کے اموال اپنی جگہ جہاں بھی بینک وغیرہ میں رکھے ہیں محفوظ رہتے ہیں اور اگر وہ اپنے ساتھ ساتھ اتنی بڑی مقدار میں نقدی اٹھائے پھرے تو چوری چکاری، گم شدگی، ڈکیتی، لوٹ مار غرضیکہ ہر طرح کے خطرات سے وہ دو چار ہو سکتا ہے۔

۲۔ اٹھائے سفر ایسی اشیاء خریدنے کی ضرورت پڑ جائے جو اس کے پروگرام میں شامل ہی نہیں تھیں اور ان کے لئے اس کے پاس رقم بھی نہیں تھی تو اس صورت میں کارڈ سے کام چل جاتا ہے۔

۳۔ ادائیگی میں سہولت کہ وہ جس ملک میں ہو اور جس کرنسی میں ادائیگی کرنا چاہے اس کارڈ کے ذریعہ کر سکتا ہے اور اسے مختلف کرنسیاں خریدنے اور ساتھ

ساتھ لئے پھرنے کی ضرورت نہیں رہتی پھر ایسے ممالک جہاں کرنسی کی آزادانہ نقل و حمل پر پابندی ہے وہاں وہ کریڈٹ کارڈ سے کام لے سکتا ہے۔

۴۔ وہ کسی بھی ملک میں ہو اس ملک کی اتنی کرنسی کارڈ کے ذریعہ لے سکتا ہے جتنی وہاں کے قانون کے مطابق ایک شخص لے سکتا ہو۔

۵۔ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کی گئی خریداری میں از خود حساب کتاب ہوتا رہتا ہے اور ادائیگیوں کے معاملہ میں کوئی بھول چوک نہیں ہوتی۔

۶۔ بعض کریڈٹ کارڈ، اپنے کارڈ ہولڈر کو یہ سہولت بھی دیتے ہیں کہ وہ کرنسی کی ایک محدود مقدار اس بینک کی کسی بھی برانچ سے کسی بھی وقت لے سکتے ہیں جس نے کارڈ جاری کیا یا جس میں ان کا اکاؤنٹ ہے اور بسا اوقات ان بینکوں سے بھی وہ رقم نکلا سکتا ہے جن میں اس کا اکاؤنٹ تو نہیں مگر وہ کریڈٹ کارڈ قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ الیکٹرونک نظام کے تحت اپنی رقم بھجوا سکتا ہے اور اس طرح کی خدمات کے عوض وہ کچھ اجرت یا کمیشن اس بینک کو جس نے کارڈ جاری کیا یا جنہوں نے کارڈ قبول کیا ادا کرتا ہے اور وہ اس ساری زحمت سے بچ جاتا ہے جو اسے کسی بینک میں خود جا کر رقم نکوانے، ٹرانسفر کرانے اور اسی طرح کے دوسرے امور میں ہوتی ہے۔

۷۔ کبھی کبھی تاجر کارڈ ہولڈر کو بعض اشیاء عام نرخ سے سستی بھی فراہم کرتا ہے اور اس کا دار و مدار اس تاجر کے کارڈ جاری کرنے والے ادارہ (بینک) کے ساتھ ہونے والے معاہدہ پر ہے۔

۸۔ بعض کارڈ، کارڈ ہولڈر کو لائف انشورنس کی سہولت بھی مہیا کرتے ہیں جیسے گولڈن کارڈ اور انہیں اس کے علاوہ بہت سی عالمی سطح کی اعلیٰ درجہ کی خدمات بھی فراہم کرتے ہیں جیسے ریزرویشن کے سلسلہ میں بکنگ آفس اور ہوٹلوں میں ترجیح میڈیکل انشورنس اور قانونی خدمات وغیرہ۔

۹۔ بعض کارڈ کمپنیاں اپنے گاہکوں (کارڈ ہولڈروں) میں قرعہ اندازی کے ذریعہ وقتاً فوقتاً انعامات اور تحفے بھی تقسیم کرتی ہیں تاکہ مزید لوگوں میں اس

کمپنی یا بینک سے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو۔ اس طرح قرعہ اندازی میں نکلنے والے ناموں کو ایک مقررہ مقدار مال انعام یا تحفہ کے طور پر دی جاتی ہے۔

۱۰۔ کریڈٹ کارڈ کی گمشدگی کی صورت میں صرف ذمہ داری کی ضمانت کے نام سے محفوظ معمولی رقم وصول کی جاتی ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ کارڈ ہولڈر اپنے کارڈ کی گمشدگی کی اطلاع فوراً جاری کرنے والے ادارہ کو کردے تاکہ کوئی اور شخص اس کارڈ کو غیر قانونی طور پر استعمال نہ کرنے پائے۔

(ب) تاجر کو کارڈ سے کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

تاجر کو اس قسم کے کارڈوں سے بہت سے فوائد پہنچتے ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں۔

(۱) ان کارڈوں کے ذریعہ تاجروں کو نئے گاہک ملتے ہیں اور اچھی قسم کے اور اعلیٰ (مالی) قدروں کے مالک گاہک میسر آتے ہیں۔

(۲) تاجر کو نقد سامان فروخت کرنے کے نتیجے میں کیش / نقدی ملتی ہے اس کے چوری ہونے یا اس پر ڈاکہ وغیرہ پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے اور اسے اس نقدی کی حفاظت کا اہتمام بھی کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ کارڈوں کے ذریعہ خرید و فروخت سے تاجر کو محض دستاویزات و اوراق ملتے ہیں جن کے چوری ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی حفاظت کوئی مسئلہ ہوتی ہے۔

(۳) کارڈوں کے ذریعہ حاصل شدہ رقوم کی ادائیگی کا بینک ضامن ہوتا ہے اور جب تاجر وہ مستندات و اوراق پیش کرتا ہے جو اسے کارڈ ہولڈرز سے ملتے ہیں تو بینک اس تاجر کو اس کی مطلوبہ رقم ادا کر دیتا ہے یا ان مبالغہ کو وہ اپنے ذمہ بطور قرض قبول کر لیتا اور بعد میں ادائیگی کر دیتا ہے۔

(ج) بینک کو کریڈٹ کارڈ سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

بینک کو ان کارڈوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

- ۱۔ کارڈ جاری کرنے کی فیس (ممبر شپ فیس)۔
- ۲۔ کارڈ کی تجدید کی فیس، کیونکہ ایک کارڈ زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لئے جاری کیا جاتا ہے۔
- ۳۔ کارڈ کی گمشدگی کی صورت میں یا اس کے ضائع یا چوری ہو جانے کی صورت میں اس کے متبادل دوسرا کارڈ جاری کرنے کی فیس۔
- ۴۔ اگر کوئی کارڈ قبل از وقت تجدید کرایا جائے تو اس کی الگ فیس ہوتی ہے اور ایسا اس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی کارڈ ہولڈر سفر پر جا رہا ہو اور اسے یہ معلوم ہو کہ اس کا دوران سفر ہی کارڈ ختم (Espire) ہو جائے گا تو وہ قبل از وقت تجدید کر لیتا ہے۔

۵۔ بینک کو اس سامان کی قیمت پر کچھ کمیشن ملتا ہے جو کارڈ ہولڈر نے خریدا ہو اور یہ کمیشن تاجر بینک سے کئے گئے معاہدہ کے مطابق بینک کو ادا کرتا ہے بینک یہ کمیشن تاجر سے اس کی رقم کی ادائیگی کے وقت لے لیتا ہے۔ اسی طرح کچھ کمیشن کارڈ ہولڈر سے بھی بینک اس وقت وصول کر لیتا ہے جب وہ اتنی رقم بینک کو لوٹاتا ہے جتنی بینک نے اس کے نائب کے طور پر تاجروں کو ادا کی ہوتی ہے۔

۶۔ بینک جب ادائیگی دو مختلف کرنسیوں کے ذریعہ کرتا ہے تو ان کرنسیوں کے تبادلہ کے وقت بھی اسے کچھ پیسہ مل جاتا ہے جو ان دو کرنسیوں کے شرح تبادلہ میں کمی بیشی کی وجہ سے ہوتا ہے اس طرح بینک دو کرنسیوں کے تبادلہ کے وقت گویا بیع صرف کے قاعدہ کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے مثلاً "جب بینک ادائیگی ڈالر میں کرے اور وصولی دیناروں میں تو اسے اس قسم کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔"

۷۔ کارڈ ہولڈر کے ذمہ وہ رقوم جو اسے دوسرے ممالک میں ادا کرنا ہوتی ہیں، ان کی ادائیگی پر بھی بینک کارڈ ہولڈر سے حسب معاہدہ کچھ رقم وصول کرتا ہے۔

۸۔ کارڈ ہولڈر اگر بینک کو وہ رقوم ادا کرنے میں تاخیر کرے جو بینک نے اس کی طرف سے مختلف لوگوں (تاجروں) کو ادا کی ہیں، تو بینک کارڈ ہولڈر سے جرمانہ کی صورت میں کچھ رقم وصول کرتا ہے۔

۹۔ بینک کارڈ ہولڈر سے اپنے کمپیوٹر یا الیکٹرانک آلات (فیکس، ٹیلیکس کارڈ چیک کرنے والی مشین، کمپیوٹر وغیرہ) کے چارجز بھی وصول کرتا ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب بینک اور کارڈ ہولڈر کے مابین یہ طے پایا ہو کہ بینک اس کی رقوم کو ٹرانسفر کرنے کی سہولت بھی فراہم کرے گا اس طرح بینک کو ٹرانسفر فیس یا ٹرانسفر چارجز کی مد میں بھی اچھی خاصی رقوم کارڈ ہولڈر سے مل جاتی ہیں۔

۱۰۔ وہ کمیشن جو بینک غیر ملکی کارڈوں کے مقابل سہولیات مہیا کرنے کے عوض ویزا آرگنائزیشن سے وصول کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ تجارتی لین دین کس طرح ہوتا ہے؟
ذیل میں ہم کریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ ہونے والے لین دین کے طریقہ کار کی بعض تفصیلات پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے قارئین کو کریڈٹ کارڈ کا عمل (Function) سمجھ میں آسکے۔

پہلا مرحلہ

جب کوئی کارڈ ہولڈر کسی ایسی جگہ سے سامان خریدتا ہے جہاں کریڈٹ کارڈ قبول کئے جاتے ہوں تو وہ اپنی ضرورت کی اشیاء منتخب کرنے کے بعد دوکاندار یا

تجارتی مرکز کے عملہ کے سامنے اپنا کارڈ پیش کرتا ہے جو اس کارڈ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک فارم کوپن میں ضروری معلومات اور اشیاء کی قیمت درج کرتا ہے۔ اس کوپن کا ایک نسخہ کارڈ ہولڈر کو دے دیا جاتا ہے جبکہ باقی نسخے تاجر یا دوکان دار کے پاس رہتے ہیں اور ان تمام نسخوں پر ایک مخصوص آلہ سے ایک علامت یا نشان بنا دیا جاتا ہے جو اس کارڈ کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

دوسرا مرحلہ

تاجر اس خریداری کوپن کا اصل نسخہ اپنے اس اکاؤنٹ میں جمع کراتا ہے جو اس نے کسی بھی بینک میں یا کارڈ جاری کرنے والے بینک (کی برانچ) میں کھول رکھا ہو۔ بینک اس کوپن میں درج رقم کے حصول کے لئے کارڈ جاری کرنے والے بینک کو اس کی ایک کاپی بھیجتا ہے اور اگر اسی بینک نے کارڈ جاری کیا ہے تو یہ کاپی ہیڈ آفس کو بھیجی جاتی ہے۔ بینک مطلوبہ رقم موصول ہونے پر ایک مخصوص نسبت منافع یا چارجز خریداری کوپن کی مالیت کے اعتبار سے اور طے شدہ معاہدہ کے مطابق وضع کرتا ہے اور تین دن کے اندر اندر تاجر کے اکاؤنٹ میں اس کی مطلوبہ رقم جمع ہو جاتی ہے۔ جبکہ کارڈ جاری کرنے والا بینک براہ راست یا ”ویزا آرگنائزیشن“ کے ذریعہ کارڈ ہولڈر سے اتنی رقم طلب کرتا ہے جو اس نے خریداری کوپن کے عوض ادا کی ہوتی ہے۔ اس کے لئے بینک خریداری کوپن کے ساتھ مفصل معلومات بھی کارڈ ہولڈر کو ارسال کرتا ہے کہ اس نے فلاں وقت فلاں تاریخ فلاں شہر یا ملک میں فلاں اسٹور سے جو خریداری کی تھی یہ اس کا بل ہے۔ اور اگر وہ بینک جس میں تاجر نے خریداری کوپن جمع کرایا ہے وہی ہو جس نے کارڈ جاری کیا ہے تو پھر یہ بینک خود اس تاجر کے اکاؤنٹ میں مطلوبہ رقم ٹرانسفر کر دیتا ہے اور اس پر اپنا طے شدہ کمیشن (یہ سہولت فراہم کرنے کے عوض) وصول کر لیتا ہے۔

نوٹ

اگر کریڈٹ کارڈ میں زیادہ سے زیادہ خریداری کی حد (مقدار رقم) مذکور ہو یعنی یہ درج ہو کہ اتنے ڈالر تک اس پر خریداری یا خدمات کی گنجائش ہے اور کارڈ ہولڈر کسی وقت ایسا سامان خرید لے جس کی قیمت کارڈ میں مذکورہ حد سے تجاوز کر رہی ہو تو اس صورت میں یا کارڈ کے مندرجات میں شک کی صورت میں تاجر اس بینک سے فی الفور رابطہ کرے گا جس نے کارڈ جاری کیا اور فون، فیکس یا ٹیلیکس (Telex) پر صورت حال سے مطلع کر کے اجازت طلب کرے گا کہ اس شخص کو مطلوبہ سامان فراہم کر دیا جائے یا نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں کریڈٹ کارڈ کے مندرجات پڑھنے کے لئے ایک مشین ایسی جگہوں پر موجود رہتی ہے جہاں یہ کارڈ قبول کئے جاتے ہیں، چنانچہ جیسے ہی کارڈ کو اس مشین میں سے گزارا جاتا ہے تو تمام مندرجات سامنے اسکرین پر آ جاتے ہیں اور بصورت تصدیق یا رابطہ اسی مشین کے ذریعہ تاجر اپنے بینک سے یا کارڈ جاری کرنے والے بینک سے رابطہ کر کے فی الفور جواب حاصل کر لیتا ہے۔ کبھی یہ رابطہ ”ویزا آرگنائزیشن“ سے بھی کر لیا جاتا ہے اور بینک یا ویزا کمپنی کی طرف سے سگنل ملنے (موافقت ظاہر ہونے) کی صورت میں مطلوبہ سامان یا سہولت و خدمات اس کارڈ ہولڈر کو مہیا کر دی جاتی ہیں۔ بعض اداروں کی جانب سے کارڈ قبول کرنے والے تاجروں یا کاروباری مراکز کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہوتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والے بینک سے رجوع کئے بغیر کارڈ ہولڈرز کو سہولت مہیا کر سکتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اس قسم کے اختیارات و تفویض کا نظام رائج ہے اور تاجروں کو بتا دیا گیا ہے کہ وہ کارڈ قبول کرتے وقت درج ذیل کا خیال رکھیں۔

۱۔ کارڈ کی تاریخ (کار آمدگی) یا مدت صلاحیت ختم نہ ہو گئی ہو۔

۲۔ کارڈ پر کارڈ ہولڈر کے دستخط اور دیگر شناختی امور اس کے اصل دستخطوں

اور شخصیت کے مطابق ہوں۔ (یعنی کوئی جعل سازی نہ کی گئی ہو)
۳۔ اس کارڈ کا نمبر اس لسٹ میں نہ ہو جن کو روک لینے کی ہدایات جاری ہو چکی ہوں۔

تیسرا مرحلہ

جب خریداری کوپن کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس پہنچتا ہے تو وہ روز کے روز رقم کی وصولی کا کام کرتا ہے۔ فرض کیجئے کہ تاجر کا بینک کارڈ جاری کرنے والے بینک کے علاوہ کوئی اور ہے تو تاجر کا بینک خریداری کوپن میں درج رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کے حساب سے اسی روز منہا کر لے گا جس روز اسے یہ کوپن ملا اور بینکوں کے حسابات ایک دوسرے کے ہاں ہوتے ہی ہیں۔

یہاں یہ بتانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر خریداری پر کارڈ جاری کرنے والا بینک، کارڈ ہولڈر سے ایک فی صد کمیشن وصول کرتا ہے اور یہ کمیشن بیرون ملک کی گئی خریداریوں پر لیا جاتا ہے۔

چوتھا مرحلہ

اگر کارڈ کا مالک (کارڈ ہولڈر) اس بینک کے علاوہ جس نے کارڈ جاری کیا ہے کسی اور بینک کی کسی بھی شاخ سے بیرون ملک کچھ رقم براہ راست یا الیکٹرانک کیش کاؤنٹر کے ذریعہ نکلاتا ہے تو وہ رقم کارڈ جاری کرنے والا بینک اس کارڈ ہولڈر کی جانب سے اس بینک کو ادا کرتا ہے جس سے اس نے رقم نکلائی اور بعد میں یہ رقم کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے منہا کر لی جاتی ہے۔ اس پر بھی کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر سے ایک فی صد یا زائد معاوضہ یا کمیشن وصول کرتا ہے۔

کریڈٹ کارڈز کی شرعی حیثیت

اس تحقیقی مضمون کا اصل محرک یہی مسئلہ ہے کہ آیا کریڈٹ کارڈ اور اس کے پیچھے کام کرنے والا پورا نظام شرعی اعتبار سے جائز ہے یا ناجائز۔ ایک بات تو واضح ہے کہ یہ سارا کام بینکوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے جہاں کوئی بھی معاملہ سود سے کلی طور پر پاک شاید ہی ہو۔ تاہم ذیل میں ہم اس کی جزئیات سے بحث کریں گے اور اس کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیں گے۔

یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ مالی معاملات کے سلسلہ میں فقہی عبارات میں ایسی وسعت ہے کہ وہ ہر جدید نظام کو سمو کر اس کو قابل عمل بنا سکیں بشرطیکہ وہ نظام فقہی اصول و کلیات میں سے کسی قاعدہ کلیہ کے تابع ہو سکتا ہو اور اس کی نوعیت ممنوع و باطل یا شرعاً حرام و محذورات سے نہ ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ۔

وہ رقم جو تاجر یا خدمات مہیا کرنے والا ادارہ، یا حامل بطاقہ (کارڈ ہولڈر) کارڈ جاری کرنے والے بینک کو بطور کمیشن یا حق الخدمت ادا کرتے ہیں یا بینک ان سے مختلف صورتوں میں وصول کرتا ہے کیا وہ فقہی قواعد حلال یا عقود معللہ یا عام قواعد عقود کے تحت جائز ہے یا ایسے قواعد کے تحت آتی ہے جن سے حرمت ثابت ہوتی ہو اور وہ سود کے زمرے میں ہو۔ اس صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ہم ان متعدد مراحل اور مختلف قسم کی وصولیوں اور ادائیگیوں کا ذکر کریں گے جن کی شرعی حیثیت متعین کرنا مقصود ہے۔

۱۔ ممبر شپ فیس

یہ وہ رقم ہے جو کوئی کارڈ حاصل کرنے والا، اس وقت ادا کرتا ہے جب اسے کارڈ جاری کیا جاتا ہے اور یہ فیس صرف ایک بار ادا کی جاتی ہے۔ ہم اس

کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رقم دراصل ان خدمات کا بدل یا اجرت ہے جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کو کارڈ جاری کرنے کے سلسلہ میں انجام دینی پڑتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں کارڈ حاصل کرنے والے کو یہ سہولتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ وہ اب اس کارڈ کے ذریعہ (بغیر نقد رقم ادا کئے) کسی بھی شہر اور ملک میں جا کر باسانی خرید و فروخت کر سکتا ہے، ہوٹلوں میں رہائش اختیار کر سکتا ہے، ہوائی جہاز کے ٹکٹ خرید سکتا ہے، دیگر اسی قسم کی کئی خدمات حاصل کر سکتا اور ضرورت پڑنے پر مختلف بینکوں سے بقدر ضرورت کسی بھی کرنسی کی شکل میں رقم حاصل کر سکتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں ممبر شپ فیس اجرت ہے ان کاموں کی جو کارڈ جاری کرنے کے سلسلہ میں ”ویزا آرگنائزیشن“ یا بینک کا عملہ انجام دیتا ہے جن میں اس شخص کی فائیل تیار کرنا، بیرونی دنیا میں اسے متعارف کرانا۔ جن جن اداروں یا کمپنیوں سے کارڈ جاری کرنے والے بینک کا رابطہ ہے ان سب کو اس شخص کے بارے میں مطلع کرنا اور اسے اس قابل بنانا کہ وہ دنیا بھر میں جہاں بھی جائے اس کارڈ کی مدد سے اپنے مالی معاملات مسائل حل کر سکے۔ یہ فیس بعض بینکوں میں ہر شخص سے ایک سو بیس ڈالر سالانہ کی شرح سے وصول کی جاتی ہے۔

۲۔ کارڈ کی تجدیدی (RENEWAL) فیس

چونکہ کارڈ ایک سال کے لئے کارآمد ہوتا ہے اس لئے تجدید کرانے کے خواہش مند سے بوقت تجدید کچھ فیس لی جاتی ہے۔ اس فیس کو بھی شرعی اعتبار سے ان خدمات کا معاوضہ قرار دیا جاسکتا ہے جو بینک والے مزید ایک سال کی تجدید کرنے کے سلسلہ میں انجام دیتے ہیں۔

۳۔ ایڈوانس تجدید کرانے کی فیس

یہ فیس اس وقت لی جاتی ہے جب کوئی کارڈ ہولڈر یہ محسوس کرے کہ اسے سفر پر جانا ہے اور دوران سفر اس کے کریڈٹ کارڈ کی مدت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ قبل از وقت تجدید کی درخواست کرتا ہے اور بینک اس سے تجدید کے عوض فیس وصول کرتا ہے اس فیس کو بھی شرعی طور پر انہیں اخراجات یا خدمات کے معاوضہ کے ضمن میں رکھا جاسکتا ہے جو کارڈ کے اجراء یا اس کی معمول کی تجدید کے وقت بینک حق المحدث کے طور پر وصول کرتا ہے۔ کیونکہ قبل از وقت تجدید کی صورت میں بھی بینک کے عملہ کو وہی پونڈا عمل دہرانا پڑتا ہے جو اجراء یا معمول کی تجدید کے وقت کرنا ہوتا ہے۔

۴۔ متبادل ((DUPLICATE)) کارڈ کے اجراء کی فیس

یہ فیس کارڈ جاری کرنے والا بینک یا ادارہ اس صورت میں وصول کرتا ہے جب کوئی کارڈ ہولڈر اپنے کارڈ کے گم ہو جانے یا تلف ہو جانے کی صورت میں متبادل کارڈ کی درخواست کرتا ہے۔ ایسی صورت میں وصول کی جانے والی فیس، تجدید یا نئے کارڈ کی فیس سے کم ہوتی ہے۔ اور چونکہ بینک کو کارڈ کے گم ہو جانے یا چوری ہو جانے کی صورت میں ان تمام متعلقہ شعبوں، اداروں، بینکوں، تجارتی مراکز وغیرہ کو بین الاقوامی سطح پر مطلع اور خبردار کرنا ہوتا ہے۔ کہ کہیں کوئی شخص اس گم شدہ کارڈ سے ناجائز فائدہ نہ اٹھالے۔ اس لئے اس عمل پر بھی بینک اسٹاف کا وقت اور توانائی نیز بینک کے اور الیکٹرونک مواصلاتی آلات کا استعمال ہوتا ہے اس لئے یہ فیس بھی ان تمام امور کا بدلہ یا اجر و معاوضہ بن کر جائز قرار پا سکتی ہے۔ ہاں اگر کارڈ، مالک سے اس کے سامنے ہی دریافت ہو جائے یا نذر آتش یا اور کسی انداز میں ضائع ہوا ہو تو پھر بینک کو یہ ساری کاروائی نہیں کرنا پڑتی بلکہ صرف اسی نمبر کا نیا کارڈ جاری کرنا ہوتا ہے، تاہم اس عمل پر بھی کچھ نہ کچھ تو خرچ ہوتا ہی ہے جسے اس فیس سے پورا کیا جاتا ہے۔

۵۔ بینک کمیشن کی شرعی حیثیت

وہ بینک جو تاجر سے کریڈٹ کارڈ کے عوض دیئے گئے سامان یا فراہم کی گئی خدمات کے کوپن یا بل قبول کرتا اور ان کے عوض تاجر کو ادائیگی کرتا ہے وہ تاجر سے اس رقم کی ادائیگی پر ایک طے شدہ تناسب سے کمیشن وصول کرتا ہے اور اس طرح یہ بینک اس تاجر کو اس کی مطلوبہ رقم ادا کرنے کا پابند ہو جاتا ہے اگرچہ اتنی رقم کارڈ جاری کرنے والے ادارے کے پاس کارڈ ہولڈر کی موجود ہو یا نہ ہو۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح کا کمیشن جو بینک تاجر سے کوپن میں درج قیمت اشیاء کی مجموعی رقم پر وصول کرتا ہے، یہ شرعی اور فقہی لحاظ سے جائز ہے یا ناجائز۔

فقہی اعتبار سے اس کی کئی صورتیں بنتی ہیں جن میں سے بعض اہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلی صورت

لین دین کے اس معاملہ کو اس طرح تصور کیا جائے کہ کارڈ ہولڈر کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کی طرف سے قرض دیا جاتا ہے اور تاجروں کو کمیشن۔

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالقار ابو نعہ نے اپنے مقالہ بطاقه الائتمان و تکلیفہ الشرعی میں لکھا ہے کہ کارڈ کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ ایک طرح کی ایل سی ہے۔ (یعنی دستاویز اعتماد) ایسی دستاویز اعتماد جو کارڈ ہولڈر کو اس لئے جاری کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی ضرورت کی اشیاء اپنے حسب منشاء ان تجارتی کمپنیوں یا مخصوص کاروباری اداروں اور شاپنگ سینٹرز سے خرید سکے جن کے ہاں کریڈٹ کارڈ قبول کئے جاتے ہوں یا جو کارڈ رکھنے والوں کو یہ سہولت فراہم کرتے ہوں کہ وہ کریڈٹ کارڈ کی بنیاد پر بغیر نقد ادائیگی کے سامان خرید سکیں۔ کارڈ ہولڈر خریدی جانے والی اشیاء کی قیمت اپنے اس بینک کو بعد

میں ایک مدت مقررہ کے اندر اندر ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اس طرح بغیر نقد ادائیگی کے کارڈ ہولڈر جب کوئی سامان خریدتا ہے تو جب تک وہ اس سامان کی قیمت اپنے بینک کو ادا نہیں کرتا اس وقت تک گویا وہ اپنے بینک کا مقروض ہوتا ہے کہ شاپنگ سینٹر یا کاروباری ادارہ نے جو سامان اسے دیا بینک پر اعتماد کرتے ہوئے کریڈٹ کارڈ دیکھ کر دیا۔ اب اس خریداری کی رقم مع اس کمیشن کے جو بینک کو تاجر یا کاروباری ادارہ سے لینا ہے کارڈ ہولڈر کے ذمہ قرض ہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ معاملہ اسی طرح ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا یعنی یہ کہ بینک اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) کی خرید کردہ اشیاء کی قیمت تاجر کو ادا کرتے وقت تاجر سے کمیشن لیتا ہے باوجودیکہ بینک کے پاس کارڈ ہولڈر کی رقم اس کے اکاؤنٹ میں موجود ہے تو بینک کا یہ معاملہ درست نہیں کیونکہ بینک نے جو رقم تاجر کو دی وہ اگر کارڈ ہولڈر پر قرض تصور کی جائے تو بینک کو اتنی ہی رقم کارڈ ہولڈر سے لینی چاہئے جتنی اس نے تاجر کو ادا کی جبکہ بینک تاجر کو تو اصل قیمت سامان سے (کمیشن منہ کر کے) کم رقم دیتا ہے اور خریدار (کارڈ ہولڈر) سے وہ پوری پوری رقم وصول کرتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بینک کے پاس کارڈ ہولڈر نے اکاؤنٹ میں پہلے ہی رقم جمع کرا رکھی ہے تو بینک کارڈ ہولڈر کی خریداریوں کی ادائیگی تو اسی کے سرمایہ سے کر رہا ہے نہ کہ اپنے سرمایہ سے لہذا کارڈ ہولڈر بینک کا مقروض نہ ٹھہرے گا، اور جب وہ بینک کا مقروض نہیں تو بینک تاجر کو کم ادا کر کے اور کارڈ ہولڈر سے زیادہ وصول کر کے جو کمیشن کے نام پر پیسہ لے رہا ہے اس کا کیا جواز ہے؟ اور وہ کس مدت میں ہے؟

ہاں اگر صورتحال اس طرح ہوتی کہ عمیل (کارڈ ہولڈر) کے اکاؤنٹ میں بینک کے پاس کوئی رقم نہ پائی جاتی اور بینک اپنے اس عمیل (کارڈ ہولڈر) کی خریداریوں کی ادائیگی اپنے سرمایہ سے کرتا اور کارڈ ہولڈر سے یہ رقم بعد میں کبھی وصول کرتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ بینک نے کارڈ ہولڈر کو قرض دیا اور اس قرض سے کارڈ ہولڈر کی

نیابت کرتے ہوئے اس کی خریداریوں کی ادائیگی تاجروں کو کی اور یوں اس نے کارڈ ہولڈر کی ایک خدمت کی ہے لہذا اسے یہ خدمت انجام دینے پر حق الخدمت یا مختانہ لینے کا حق ہے، مگر یہاں یہ صورت بھی نہیں بنتی، کیونکہ بینک کارڈ ہولڈر سے کوئی حق الخدمت یا مختانہ لینے سے پہلے ہی تاجر سے کمیشن لے لیتا ہے۔

اس کمیشن کو ایک اور انداز سے بھی دیکھا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بینک نے اپنے عمل (کارڈ ہولڈر) کی خدمت سے زیادہ تاجر کی خدمت کی ہے اس لئے اسے تاجر سے حق الخدمت لینے کا حق ہے اور وہ اس طرح کہ بینک تاجر سے جو کمیشن لیتا ہے وہ اسے اسی صورت میں مل سکتا ہے جب وہ تاجر کی یہ خدمت انجام دے کہ اس سے خریدی گئی اشیاء کی قیمت کی ادائیگی کے لئے خریدار کو (بطور قرض) رقم مہیا کرے اور پھر خود اس کا نائب بن کر تاجر کو ادائیگی بھی کر دے اور تاجر سے یہ طے کر لے کہ وہ خریدار کو رقم مہیا کرنے اور پھر اس کی طرف سے ادائیگی کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ تاجر اتنی اتنی رقم اسے بطور حق الخدمت ادا کرے۔ اس طرح جو کمیشن بینک کو ملے گا یہ تاجر کی خدمت کا معاوضہ یا مختانہ ہو گا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے زید کا احمد پر کچھ قرض ہو، اور احمد زید کا مشترکہ دوست امجد زید سے یہ کہے کہ احمد سے تمہیں جو رقم واپس لینی ہے وہ اس کی طرف سے میں تمہیں ادا کرتا ہوں بشرطیکہ تم مجھے اتنا پیسہ بطور حق الخدمت ادا کرو اور زید اس پر راضی ہو جائے تو امجد کو حق الخدمت زید سے ملے گا جبکہ اصل رقم جو احمد کے ذمہ واجب الادا تھی وہ امجد کو جب بھی ملے احمد سے ملے گی۔

ہم نے سود کی حرمت کے جو دلائل پڑھے ہیں ان کی بنیاد یہ ہے کہ قرض دینے والا مقروض سے جب قرض واپس لے تو اسی قدر لے جس قدر اس نے قرض دیا تھا وہ اصل رقم سے زائد لینے کا حقدار نہیں۔ وہ نہ تو خود اصل رقم پر اضافہ کرنے کا مجاز ہے اور نہ کوئی دوسرا کیونکہ شرط صحت دین یہ ہے کہ جس قدر مال بطور قرض دیا گیا اسی قدر واپس لیا جائے اضافہ ہو گا تو سود کی مد میں آئے گا۔ لہذا کارڈ جاری کرنے

والا بینک کمیشن کے نام پر جو زائد مال مقروض (کارڈ ہولڈر) یا تاجر سے لے گا وہ سود کے زمرے میں آئے گا۔

دوسری صورت

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ کی گئی خریداری پر بینک کے کمیشن کو دوسری صورت یہ دی جاسکتی ہے کہ بینک اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) سے رقم وصول کر کے تاجروں تک پہنچانے کی جو محنت کرتا ہے یہ کمیشن اس کا معاوضہ یا محتانہ ہے۔ اس کام میں دیر سویر بھی ہوتی رہتی ہے مگر اصل ہدف یہ ہوتا ہے کہ دونوں پارٹیوں کو ایک سہولت مہیا کی جائے اور وہ یہ ہے کہ تاجروں کی طرف سے خریداری کوپن یا بل کی کاپی جو نئی بینک کو ملتی ہے بینک اس پر درج رقم کی ادائیگی کا بندوبست اپنے طور پر کرتا ہے جبکہ کارڈ ہولڈر سے وہ بعد میں اس رقم کا تقاضا یا مطالبہ کرتا ہے، بینک یا کارڈ جاری کرنے والی کمپنی تاجروں کو فوری ادائیگی اس لئے کرتی ہے تاکہ اس کے تجارتی روابط نہ صرف قائم رہیں بلکہ مضبوط ہوں نیز یہ کہ اسے کمیشن ملے، جبکہ کارڈ ہولڈر سے وہ رقم ایک مقررہ مدت کے اندر وصول کرتی ہے تاکہ کارڈ ہولڈر اس کا عمیل (گاہک) بنا رہے اور اس کے توسط سے بینک یا کمپنی کو جو مالی فوائد ہو رہے ہیں وہ جاری رہیں۔

اس دوسری صورت میں ایک بات تو واضح ہے کہ بینک یا کمپنی کے لئے کسی حد تک حق المحنت وصول کرنے کے حق کا جواز نکلتا ہے اور اس جواز کو دالالی کی اجرت پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح جائیداد کی خرید و فروخت میں دلال دونوں پارٹیوں سے یا کسی ایک پارٹی (بائع یا مشتری) سے اپنا کمیشن وصول کرتا ہے اسی طرح کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والا بینک جس نے خریدار و بائع (کارڈ ہولڈر اور تاجر) کے مابین رابطہ و اتصال کا کام کیا اور پھر خود درمیان میں آکر ادائیگی کا بندوبست بھی کیا وہ یہ کمیشن (بطور دلالی) لے سکتا ہے۔

مگر میرے خیال میں دلال (Property Agent) اور کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک کا معاملہ ذرا مختلف ہے کیونکہ دلال دونوں پارٹیوں میں کسی کا بھی ضامن نہیں ہوتا وہ صرف رابطہ کار کا کردار ادا کرتا ہے جبکہ کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں کارڈ جاری کرنے والی کمپنی یا بینک کارڈ ہولڈر کے ضامن ہوتے ہیں اور اس بات کی ضمانت (Guarantee) فراہم کرتے ہیں کہ وہ تاجروں کو اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) کی خرید کردہ اشیاء کی قیمت ادا کریں گے۔

فرض کیجئے کہ بینک ضامن نہیں اور اس کا اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) سے ضمانت و ادائیگی کا کوئی معاہدہ نہیں۔ بلکہ بینک کا کردار یہ ہے کہ وہ تاجر کو صرف اس قرض کی ادائیگی کرتا ہے جو بصورت ادھار خریداری کارڈ ہولڈروں پر واجب الادا ہوتا ہے اور پھر بینک یہ ادا کردہ رقم اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) سے لے لیتا ہے تو اس صورت میں بینک کی حیثیت صرف قرض حسنہ جاری کرنے والے ادارہ کی ہوگی اور قرض حسنہ پر کسی قسم کا کمیشن نہیں لیا جاسکتا۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ ہونے والی خریداری پر کمیشن لینے کا بینک کے پاس کیا جواز ہے اور اس کا مقصد اس کمیشن میں کس نوعیت کا ہے؟ یعنی کیا وہ کارڈ ہولڈر سے رقم وصول کر کے تاجروں تک پہنچانے کے کام پر کمیشن لیتا ہے یا اس کا اس مال سے جو اس خرید و فروخت میں (Involve ہے) لگا ہوا ہے کوئی اور تعلق بھی ہے؟ اور کمیشن محض اس سودی معاملہ پر پردہ ڈالنے کا نام ہے؟

چنانچہ ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ بینک جو کمیشن تاجروں سے لیتا ہے وہ اس خدمت کا مختانہ ہے جو بینک نے تاجر اور کارڈ ہولڈر کو فراہم کی یا یہ اس رقم پر اضافہ ہے جو اس نے تاجر کو اپنے پاس سے ادا کر کے عمیل (کارڈ ہولڈر) سے وصول کی ہے مگر اسے کمیشن کے نام سے چھپایا جا رہا ہے۔

۱- اگر ہم یہ مان لیں کہ کارڈ ہولڈروں سے رقم وصول کر کے تاجروں کو پہنچانے کا کام ایک ایسا عمل ہے جس کی اجرت وصول کی جاسکتی ہے اور بینک اسی عمل کا

مختلنہ بنام کمیشن لیتا ہے تو اس طرح بینک کی طرف سے تاجروں کو ادائیگی قرض حسنہ قرار پائے گی اور ہمیں یہ تصور کرنا پڑے گا کہ بینک کا کمیشن قرض فراہم کرنے پر نہیں بلکہ اشیاء کی قیمتوں پر ہے اور یہ کہ اس کمیشن کا تعلق اس منفعت سے ہے جو بینک کسی تاجر کو پہنچاتا ہے۔ ان سب مفروضوں اور تصورات کے نتیجہ میں پھر یہ سوال پیدا ہو گا کہ کیا اس قسم کا کمیشن بینک تاجروں سے اس صورت میں بھی طلب کرتا ہے جب اس نے انہیں قرض فراہم نہ کیا ہو بلکہ ادائیگی عمیل (کارڈ ہولڈر) کے اکاؤنٹ میں موجود سرمایہ ہی سے کردی ہو؟ یا صرف اسی صورت میں کمیشن لیا جاتا ہے جب اپنے پاس سے ادائیگی کی گئی ہو؟ اور اگر دونوں صورتوں میں بینک کمیشن لیتا ہے تو کیا اس کمیشن کی مقدار یکساں ہے یا مختلف؟

اگر تو دونوں صورتوں میں کمیشن یا اجرت یکساں ہے تو یہ واقعی اجرت ہے اور غیر سودی ہے اور اگر یہ مختلف ہے تو پھر یہ معاملہ سودی ہے اور یہ اجرت بمعاضہ خدمت نہیں بلکہ اجرت بمعاضہ مال ہے۔ اس طرح قرض کی حیثیت بھی قرض حسنہ کی نہ رہے گی بلکہ یہ ایسا قرض قرار پائے گا جس پر بینک نفع چاہتا ہے، کیونکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بینکوں کا نظام یہ ہے کہ جب وہ کریڈٹ کارڈ پر کی گئی خریداری کی قیمت یا رقم کارڈ ہولڈر کے جمع شدہ سرمایہ (اکاؤنٹ) سے ادا کرتے ہیں تو کمیشن مختلف ہوتا ہے یعنی بہت معمولی، اور جب کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں سرمایہ نہ ہو اور بینک اپنے پاس سے ادا کرے تو پھر کمیشن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔

بالفاظ دیگر خریدی ہوئی اشیاء کی قیمتوں کے بل ادا کرنے پر بل میں درج کل قیمت کا ایک جزو یا اس قیمت پر ایک طے شدہ شرح سے بینک کا تاجروں سے کمیشن لینا ایک سودی معاملہ ہے جسے کمیشن کے خوبصورت الفاظ سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر بینک تاجروں کو عمیل کی طرف سے بطور قرض ادائیگی نہ کرے اور یہ قرض کا معاملہ درمیان میں نہ ہو تو تاجر کبھی بھی بینک کو یہ کمیشن نہ دیں۔

۲۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بینک اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) سے رقم وصول

نہیں کر سکا اور وہ رقم تاجر سے واپس مانگتا ہے تو کیا اتنی ہی واپس لے لے گا جتنی اس نے تاجر کو دی تھی جبکہ وہ بل میں درج (سامان کی قیمت) سے کم تھی، یا یہ کہ وہ تاجر سے پوری رقم کا تقاضا کرے گا؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تو بینک اتنی ہی رقم واپس لے لے گا جتنی اس نے ادا کی تھی، تو اس کا یہ قصد اچھا ہے اور اس میں سود کا کوئی شبہ نہ ہو گا۔ لیکن اگر وہ پوری پوری رقم کا تقاضا کرے اور قرض کی وصولی کی اجرت اس سے منہا نہ کرے تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہوگی کہ یہ رقم جو اس نے تحصیل دین (وصول قرض) کی اجرت کے نام پر منہا کی ہے یہ سود ہے جسے وصول قرض کی اجرت کا نام دیا گیا ہے۔ ۳۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ عمیل دو طرح کا ہے۔

۱۔ ایک وہ جو اپنے کارڈ کے ذریعہ خریدی ہوئی اشیاء کی قیمت ایک ماہ کے اندر اندر بینک کو ادا کر دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا وہ جو اپنے کارڈ کے ذریعہ خریدی ہوئی اشیاء کی قیمت تین ماہ کے اندر ادا کرنے کا پابند ہے۔

تو اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا کارڈ جاری کرنے والا بینک دونوں قسم کے کارڈ ہولڈروں (عملاء) کی خریداریوں کی ادائیگی کرتے وقت تاجروں سے یکساں کمیشن وصول کرتا ہے یا ان دونوں کی نوعیت میں فرق ہے؟ یہ اس لئے جاننا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ بینک یہ ادائیگی بطور قرض حسنہ کر رہا ہے یا کسی اور انداز میں نیز یہ کہ کارڈ ہولڈر سے جو رقم وہ وصول کرتا ہے وہ اس مال کی قیمت ہی ہے جو اس نے خریدا، اگر تو بینک دونوں قسم کے کارڈ ہولڈروں سے یکساں کمیشن وصول کرتا ہے تو یہ اس محنت کی اجرت قرار پائے گی جو بینک نے کارڈ ہولڈر سے رقم لے کر تاجر تک پہنچانے میں صرف کی یا تاجر کو از خود رقم ادا کر کے بعد میں کارڈ ہولڈر سے وصول کر لی اور اس عمل پر کچھ معاوضہ لے لیا۔ لیکن اگر وہ دوسری قسم کے کارڈ ہولڈر سے پہلی قسم کے کارڈ ہولڈر کی بنسبت زیادہ رقم (کمیشن) وصول کرے، یا اس کی خریداریوں کی

ادائیگی پر تاجر سے زیادہ کمیشن طلب کرے تو یہ سود ہو گا۔ کیونکہ محنت تو دونوں صورتوں میں یکساں ہے مگر مدت (اجل) میں فرق ہے اور جو رقم معاہدہ یا مدت کے عوض وصول کی جائے وہ ناجائز ہے اور سود کے زمرے میں آتی ہے۔

چنانچہ اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سوالات بینک سے کئے جائیں، اور بینک کے جوابات کی روشنی میں دیکھا جائے کہ اشیاء کی قیمتوں پر وصول کی جانے والی رقم (کمیشن) لینے کا بینک کا اصل مقصد کیا ہے جو وہ اجرت یا کمیشن کے نام پر وصول کرتا ہے۔ کیا یہ کمیشن خدمات کا معاوضہ ہے یا یہ معاوضہ ہے مہلت کا، بینک کے جوابات کی روشنی میں ہی اس کی شرعی حیثیت کا تعین ممکن ہو گا۔

تیسری صورت: عمیل کی ضمانت دینے کی اجرت

کہا جاتا ہے کہ چونکہ بینک نے پہلے سے یہ معاہدہ کیا ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) کی خریداریوں کی ادائیگی کرے گا، لہذا وہ ہر کارڈ ہولڈر کا ضامن ہے اور اس طرح کارڈ ہولڈر نے جو خریداری کی ہو وہ گویا ادھار پر خریدی جانے والی اشیاء کی طرح ہے اور یہ ادھار چکانا بینک نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے تو اس طرح بینک کارڈ ہولڈر کا ضامن ٹھہرا۔ اس صورت میں بینک جو رقم تاجروں کو ادا کرتا ہے وہ قرض بذمہ تاجر نہیں بلکہ قرض بذمہ عمیل (کارڈ ہولڈر) ہے اسی لئے بینک اس قرض کی ادائیگی کا تقاضا عمیل (کارڈ ہولڈر) سے کرتا ہے۔ اس صورت میں سامان کی کل قیمت پر بینک جو کمیشن لیتا ہے وہ ضمانت فراہم کرنے کی اجرت ہے۔

اگرچہ بینک اور عمیل کے مابین باقاعدہ معاہدہ کی صورت میں یہ بات طے پا چکی ہو، اس کے باوجود ضمانت فراہم کرنے کی اجرت لینا جائز نہیں اور یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ اجرت تو سامان کے بل سے (منہما) وصول کر لی جاتی ہے۔ یعنی تاجر اس معاملہ کی اجرت ادا کرتا ہے کہ بینک نے خریدار کی طرف سے ادائیگی کی ضمانت قبول کی تو گویا تاجر نے بینک کو ضامن بنایا ہے نہ کہ عمیل نے۔

چوتھی صورت: حوالہ پر اجرت لینا، جبکہ عمیل کو محیل تاجر کو محتمل لہ اور بینک کو محتمل علیہ تصور کریں

کہا جاتا ہے کہ عمیل (کارڈ ہولڈر) جب کوئی چیز تاجر سے کریڈٹ کارڈ کی سہولت کے تحت خریدتا ہے تو وہ ایک خریداری کوپن پر دستخط کرتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ سامان تو اس نے خریدا ہے مگر ادائیگی کے لئے وہ تاجر کو بینک کے حوالہ کر رہا ہے، اب کارڈ جاری کرنے والے بینک کے لئے لازم ہے کہ وہ اس حوالہ کو قبول کرے (مگر وہ اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہے کہ اسے اس حوالہ کے قبول کرنے کی مد میں اجرت دی جائے) اور بینک کو یہ حق ہے کہ وہ اس صورت میں یہ حوالہ قبول کرنے سے انکار کر دے جب تاجر اسے اس خدمت کی ادائیگی پر کمیشن دینے کو تیار نہ ہو اور چونکہ تاجر کا اس میں فائدہ ہے کہ وہ بینک کو کچھ رقم دے کر حوالہ قبول کرنے پر آمادہ کر لے، لہذا بینک تاجر کے اس نفع اور فائدہ کے مقابل اس سے اجرت (کمیشن) وصول کرتا ہے۔ چنانچہ اس صورت کو واضح کرتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ بینک کا حوالہ قبول کرنا اگرچہ خریدار کے معاہدہ میں شامل ہو، جب بھی بینک اس سے اس مد میں کوئی کمیشن نہیں لے سکتا، جبکہ یہ معاہدہ تاجر کے معاہدہ میں شامل نہیں اس لئے بینک حوالہ قبول کرنے کی اجرت تاجر سے جو کہ محتمل لہ ہے وصول کر سکتا ہے۔

اس صورت پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اگر عمیل کے اکاؤنٹ میں بینک میں اتنی رقم ہے جتنی رقم کی اس نے خریداری کی تو ایسی صورت میں عمیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تاجر کو بینک کے حوالہ کرے تاکہ تاجر عمیل کے اکاؤنٹ سے اتنی رقم بذریعہ بینک وصول کر لے اور بینک کو لازم ہے کہ وہ یہ ادائیگی عمیل کے اکاؤنٹ سے کر دے۔ کیونکہ اکاؤنٹ کا مالک (یا خریدار) تاجر کا مقروض ہے اور تاجر اپنا قرض اس شخص کے اکاؤنٹ سے وصول کر رہا ہے جس نے اس سے

خریداری کر کے اسے بینک کے حوالہ کیا۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ اس صورت میں جب ایک قرض خواہ اپنا قرض مقروض کے اکاؤنٹ سے لے رہا ہے تو اس میں بینک کو کمیشن لینے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا؟

اس اشکال کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے کہ بینک جس کے پاس عمیل کا سرمایہ ہے اسے عمیل کا مقروض فرض کر لیا جائے تو ایسی صورت میں بینک کو یہ چاہئے کہ وہ اپنے عمیل سے یہ کہہ دے کہ میں آپ کا سرمایہ اسی صورت قبول کروں گا جبکہ آپ اپنے کسی قرض خواہ کو میری طرف منتقل نہیں کریں گے۔ اس طرح بینک حوالہ قبول کرنے کا پابند نہ ہو گا اور اگر عمیل نے کسی کو بینک پر حوالہ کیا (یعنی بینک سے رقم لینے بھیجا) تو بینک اس محتمل (جسے حوالے کیا گیا) سے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں حوالہ قبول کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے اس قیمت مال میں سے اس قدر کمیشن دیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ بالا صورت میں بینک کے لئے حوالہ قبول کرنے کی اجرت لینا جائز قرار پائے گا۔

تیسری اور چوتھی صورت پر اعتراضات

۱۔ پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ کارڈ جاری کرنے والے بینک نے کارڈ جاری کرتے وقت جو سہولت تاجر کو دی کہ وہ کارڈ ہولڈر کا ضامن بنا اور تاجر کو مزید نفع و تجارت کا موقع دیا اور اس نے عمیل سے حوالہ قبول کرنے کا وعدہ کیا یہ سب درست مگر ان تمام سہولیات فراہم کرنے کی اجرت تو بینک نے اس وقت لے لی جب اس نے کارڈ جاری کیا اور اس اجرت کو کارڈ جاری کرنے کی فیس کا نام دیا۔ جو کارڈ بھی جاری کیا جاتا ہے اس کے مقابل اس طرح کی بینک سہولیات تو لازمی طور پر فراہم کی جاتی ہیں، جیسے بینک کارڈ ہولڈر کی یہ ضمانت دیتا ہے کہ (وہ اس کی خریداریوں کی ادائیگی کرے گا اور تاجروں یا خدمات مہیا کرنے والے اداروں کو بروقت ان کی مطلوبہ رقم ادا

کرے گا) یا یوں کہہ لیجئے کہ بینک اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اگر عمیل نے اس کی طرف تاجروں یا خدمات مہیا کرنے والے اداروں کا احالہ کیا (ان کی طرف وصولی کے لئے بھیجا) تو وہ ادائیگی کرے گا۔

اب جبکہ وہ ان سہولیات کی فراہمی کا معاوضہ ایک بار کارڈ جاری کرتے وقت ”کارڈ کی اجرائی فیس“ کے نام سے پیٹنگی وصول کر چکا تو دوبارہ خریداری کوپن میں درج رقم پر ایک مخصوص شرح سے رقم بطور کمیشن لینے کا حق اسے کیوں ہے؟

اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ کارڈ جاری کرنے کی فیس، ان خدمات کی اجرت نہیں، جو بینک کی طرف سے بعد میں فراہم کی جائیں گی بلکہ یہ تو ان خدمات کا معاوضہ ہے جو بینک نے کارڈ جاری کرتے وقت مہیا کیں، جیسے کارڈ میں استعمال ہونے والا میٹرل، اس کے لئے استعمال ہونے والے لوازمات، فائل کھولنے کا عمل، دیگر بینکوں اور مالیاتی اداروں کو کارڈ ہولڈر سے متعلق معلومات فراہم کرنے کا عمل، بینک کی برانچوں سے جدید آلات و کیش کاؤنٹر کی مدد سے چیک کیش کرانے کی سہولت وغیرہ۔ تو اس صورت میں حوالہ قبول کرنے کی اجرت لینا بینک کے لئے صحیح ہے۔

۲۔ دوسرا اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ ارتکاز عرفی و عقلائی کا تقاضا یہ ہے کہ قرض کا عمل یا جس کی طرف حوالہ منتقل کیا گیا ہے اس کا حوالہ قبول کرنا یا اس کا ضمانت کے معاملہ کو قبول کرنا، یہ سب ایسے عمل نہیں ہیں کہ جن کا تقابل مال سے کیا جائے۔ نہ تو ایسا قرض لینے والے کی طرف سے ہو سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے جس نے ادائیگی کی، بلکہ کمیشن دراصل قرض پر دیئے گئے مال پر ہے نہ کہ مال مقرض پر یا عمل اقتراض پر، یا عمل ضمان پر یا حوالہ قبول کرنے پر۔ اب کمیشن کو عمل اقتراض، یا قبول حوالہ و ضمان کے مقابل قرار دینا محض زبانی جمع خرچ ہے۔

۳۔ پھر اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بینک اور تاجر جدید ارتکاز عقلائی سے آزاد ہیں، اور کمیشن ضمانت یا حوالہ قبول کرنے کے مقابل ہے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ کمیشن جسے اجرت تصور کر کے لیا گیا وہ اسی صورت میں لینا جائز ہے جبکہ اس اجرت کے مقابل بینک نے کوئی قابل ضمان عمل انجام دیا ہو اور جس کام کی نہ تو لفظی اعتبار سے کوئی ضمان ہو نہ عملی اعتبار سے تو اس پر کوئی اجرت لینا جائز نہیں۔ چنانچہ یہاں ہم کہتے ہیں کہ ضمان اور حوالہ قبول کرنے کی مالیت یہ بعینہ وہی مال ہے جو کسی تجارتی ادارہ کو دیا گیا اور حوالہ یا ضمان قبول کرنے کی کوئی زائد مستقل مالیت اس مال کے علاوہ نہیں جو تاجر کو دیا گیا اور تاجر کو دیا گیا مال پہلے ہی گاہک کی طرف سے ضمانت پر ہے۔ چنانچہ اس پر کسی قسم کی اجرت لینا اور اسے حوالہ یا ضمان قبول کرنے کی اجرت کا نام دینا درست نہیں۔

چنانچہ واضح ہوا کہ ہمارے پاس مالیت صرف ایک ہی ہے (اور وہ ہے وہ سرمایہ جو کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر کو دیتا ہے) اور یہ مالیت قبول حوالہ و ضمان میں شامل ہے، چنانچہ ہمارے پاس سوائے ایک ضمان کے اور کوئی ضمان نہیں اور وہ ہے مال مقرض کی ضمان جو عمیل کے لئے لیا گیا ہے اور تاجر کو دیا گیا ہے۔ اور اس پر کوئی اجرت نہیں لی جاسکتی نہ تاجر سے نہ عمیل سے۔ اگر اس عمل پر کوئی اجرت کسی بھی پارٹی سے لی گئی تو یہ باطل ہے اور اکل الاموال بالباطل کے زمرے میں ہے یا پھر یہ ایک ایسے قرض کا معاملہ ہو گا جو عمیل کے لئے ہے اور جس پر تاجر سے نفع لیا جا رہا ہے جو کہ حرام ہے کیونکہ قرض کی شروط میں سے یہ ہے کہ جتنا سرمایہ لیا اتنا ہی بغیر کسی اضافہ کے واپس کیا جائے۔

پانچویں صورت: کارڈ جاری کرنے والے بینک کو دلالی کی اجرت دینا

کارڈ جاری کرنے والا بینک جب کارڈ جاری کرتا ہے تو اس کارڈ سے عمیل (کارڈ ہولڈر) اور تاجر دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور بینک ایسے اقدامات کرتا ہے جو دونوں کے لئے مفید ہوتے ہیں، اسی طرح بینک اپنی اس کارڈ اسکیم سے تجارتی کمپنیوں کے

ساتھ لین دین کو فروغ دیتا ہے اور تجارتی کمپنیوں کو اعلیٰ درجہ کے خریدار (گاہک) مہیا کرتا ہے، ان کے لئے قرض پر رقم فراہم کرتا ہے، دوسری جانب وہ عمل (کارڈ ہولڈر) کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے کہ دنیا بھر کے ملکوں میں اسے کارڈ کے توسط سے خریداری کے قابل بناتا ہے اور ہر طرح کی سہولتیں (Services) حاصل کرنے کا موقع دیتا ہے۔ اور اسے نقد رقوم اٹھائے پھرنے کی مشقت و خطرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اس طرح بینک دونوں پارٹیوں (تاجر اور کارڈ ہولڈر) یا کسی ایک پارٹی سے دلالی کی طرح کچھ رقم لے سکتا ہے جو ان تمام فوائد کے مقابل ہوگی جو بینک کی وجہ سے ان دونوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ رہا معاملہ ضمانت کا جو با اوقات مہیا کرنا پڑتی ہے جیسے اگر عمل کے اکاؤنٹ میں کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس اتنا سرمایہ نہ ہو جتنی اس نے خریداری کی ہے، تو اس کا کوئی زیادہ اثر نہیں پڑتا کیونکہ اس طرح کی صورتیں کم پیش آتی ہیں اور پیش آنے کی صورت میں ضمانت کے مقابل کمیشن کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔

اس طرح تجارتی کمپنیوں سے جو کمیشن تجارتی سودوں پر بینک کو ملتا ہے وہ دلالی کی اجرت کی طرح ہے جو بینک ان پارٹیوں سے لیتا ہے جو اس کے کارڈ سے نفع اٹھاتی ہیں۔ اس طرح بینک جو رقم کارڈ ہولڈر سے کارڈ سے استفادہ کی بناء پر (خریدی گئی اشیاء یا حاصل کردہ سہولیات کی مجموعی ادائیگی پر ایک مخصوص شرح سے) وصول کرتا ہے وہ بھی اسی زمرے میں آئے گی اور یہ رقم اس کے علاوہ ہی ہوگی جو ممبر شپ فیس کے طور پر وصول کی جاتی ہے کیونکہ وہ تو کارڈ کی قیمت ہے اگرچہ اس کارڈ سے عمل یا تاجر نے کوئی نفع اٹھایا ہو یا نہ اٹھایا ہو۔ جبکہ یہ رقم جو سودوں اور خریداری پر یا خدمات مہیا کرنے کی صورت میں وصول کی جاتی ہے یہ اس کارڈ کے عملی فائدے کے حصول کے بعد کی ہے جو دلالی کی طرح کی اجرت ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ ایک اچھی صورت ہے مگر اس میں یہ اطمینان کر لینے کی ضرورت ہے کہ آیا کارڈ جاری کرنے والا بینک اس طرح کی اجرت یا کمیشن خریداری

کی مجموعی مالیت کے حساب سے وصول کرتا ہے اور کیا یہ وصولی صرف ایسے معاملات خریداری میں ہوتی ہے جہاں خریدار (کارڈ ہولڈر) کے اکاؤنٹ میں موجود رقم اس سے مطلوب رقم سے کم ہو یا یہ کہ اس طرح کی وصولی اس عمل سے بھی ہوتی ہے جس کے اکاؤنٹ میں پوری بلکہ زائد رقم موجود ہو۔ نیز یہ کہ وصولی کی شرح ہر دو کے لئے یکساں ہے یا مختلف؟ اس کا اندازہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس دو ایسے کارڈ ہولڈر ہوں جن میں سے ایک کے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہو اور دوسرے کے اکاؤنٹ میں وافر یا مطلوبہ رقم موجود ہو۔ پھر اگر وہ عمل جس کے اکاؤنٹ میں اس قدر رقم نہیں جس قدر مالیت کا سامان اس نے خریدا یا سرے سے رقم ہے ہی نہیں اور بینک نے اس کی طرف سے تاجر کو ادائیگی کر دی تو یہ رقم جو بینک ادا کرے گا یہ عمل کو بینک کی جانب سے قرض حسنہ کے طور پر دی جانے والی رقم متصور ہوگی اور قرض حسنہ جس قدر دیا گیا ہے اسی قدر واپس لیا جانا چاہئے اس پر نہ کمیشن لیا جاسکتا ہے نہ دلالی وغیرہ۔

چھٹی صورت :

کارڈ جاری کرنیوالے بینک تاجر اور عمل کے مابین معاہدہ

چھٹی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ ایک معاہدہ ہو جو کارڈ جاری کرنے والے بینک نے تاجر سے ان شرائط پر کیا ہو کہ تاجر بینک کو سامان اصل قیمت سے کم پر فروخت کرے گا اور دوسری طرف بینک اور عمل کے مابین یہ معاہدہ ہو کہ بینک تاجر سے سستے داموں مال خرید کر زرا زائد قیمت پر کارڈ ہولڈر کو دے گا۔

اس صورت میں ساری بحث کا دارومدار عمل پر ہے کہ وہ حقیقی خریدار ہے جو کسی تجارتی کمپنی سے مال خریدتا ہے اور بینک کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ اپنے عمل (کارڈ ہولڈر) کی جانب سے ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ مگر ہم اس بحث میں یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ کریڈٹ کارڈ کے معاملہ میں جان بوجھ کر اصل محور

(عمیل) کی بجائے بینک کو فرار دیا جاتا ہے اور یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ خریدار بینک ہے عمیل نہیں۔ اب اسی دعویٰ کی بنیاد پر صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ فرض کیجئے بینک اصل خریدار ہے جو تاجر سے روزانہ کے نرخ کے مطابق سامان خریدتا ہے اور فوری ادائیگی کی ذمہ داری لیتا ہے وہ تاجر سے مجموعی مالیت خریداری پر کچھ کمیشن لیتا ہے گویا سامان کی قیمت میں کمی کرا کر کم ادائیگی کرتا ہے اور بل پوری قیمت کا لے لیتا ہے پھر وہ بینک یہی سامان اپنے کارڈ ہولڈر کو بل میں درج قیمت کے مطابق بلکہ اس سے بھی کچھ زائد پر فروخت کرتا ہے اور اس سے ایک ماہ کے اندر اندر رقم کی ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے۔ گویا اصل خریدار بینک ہے۔ اس کی دلیل یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ اگر بینک کی بجائے عمیل اصل خریدار ہو تو تاجر کو چاہئے کہ بینک کی طرف سے ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں وہ عمیل (کارڈ ہولڈر خریدار) سے رقم کا تقاضا کرے جبکہ وہ تاجر عمیل کی پرواہ نہیں کرتا وہ تو صرف اس کارڈ پر اعتماد کرتا ہے جو عمیل کے پاس ہے اور کارڈ جاری کرنے والے بینک کی جو اس کارڈ کو ضمانت حاصل ہے اسے دیکھتا ہے اسی بناء پر وہ عمیل کو اس کا مطلوبہ سامان بغیر کسی رقم کے تقاضا کے دے دیتا ہے۔ اس طرح تاجر سے جو رقم بینک بطور کمیشن (اصل بل سے منہا کر کے) وصول کرتا ہے وہ بینک کا منافع ہے جو اس نے تاجر سے سستے داموں مال خرید کر عمیل کو منگے داموں فروخت کر کے حاصل کیا۔

اسی طرح خدمات (Services) کا معاملہ ہے کہ بینک کسی ادارہ کی خدمات کم قیمت پر حاصل کر کے زیادہ رقم کے عوض اپنے عمیل کو مہیا کرتا ہے۔ گویا اس صورت میں دو معاہدے ہوتے ہیں۔

۱۔ بینک اور تاجر کے مابین 'معاہدہ': جس میں تاجر کی طرف سے بینک سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر آپ اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز / کارڈ ہولڈرز کو میرے پاس بھیجیں گے تو میں انہیں اپنی خدمات پیش کروں گا اور جس قدر وہ خریداری کریں گے اس کی مجموعی مالیت پر میں آپ کو اس شرح سے رعایت (Discount) دوں گا۔ یا فلاں شرح سے

آپ کو بھی منافع میں شریک کروں گا۔ اسی طرح میں اپنی خدمات (Services) یومیہ نرخ سے کم پر آپ کو مہیا کروں گا۔

۲۔ بینک اور عمیل (کارڈ ہولڈر) کے مابین معاہدہ: کہ اگر آپ ہماری مہیا کردہ اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں گے جو کارڈ ہولڈرز کو حاصل ہے تو آپ خریداری کی مجموعی مالیت پر اس شرح سے بینک کو بھی رقم دیں گے جو طے پائے گی اور بینک آپ کو اس کے عوض یہ رعایت دے گا کہ آپ اپنی خرید کردہ اشیاء کی ادائیگی بینک سے کروالیں اور بینک کو یہ رقم ایک ماہ کے اندر اندر لوٹا دیں۔

ساتویں صورت

ساتویں صورت اس کمیشن کی جو کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر اور عمیل سے لیتا ہے یہ ہو سکتی ہے کہ یہ کمیشن عمیل کو بیرون ملک دہاں کی کرنسی مہیا کرنے پر ہو اور دو ملکوں کی کرنسیوں کے تبادلہ پر بینک جو کمیشن لیا کرتا ہے یہ اس طرح کا کمیشن ہو۔ مگر اس میں یہ لازمی ہے کہ کارڈ ہولڈر نے بیرون ملک یا تو نقد کرنسی حاصل کی ہو یا خاص قسم کی خدمات (Services) سے استفادہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ کمیشن صرف اسی قدر ہو جس قدر کوئی بھی بینک رقم ٹرانسفر کرنے کی اجرت کے طور پر لیتا ہے اور یہ قطعی طور پر سود سے مختلف ہے۔

اگر ہم یہ تصور کر لیں کہ بینک اپنے عمیل کا بیرون ملک ضامن ہے اور وہ بیرون ملک کے تاجر سے یہ کہتا ہے کہ میرا عمیل (کارڈ ہولڈر) جو کچھ خریداری کرے یا خدمات حاصل کرے گا، میں اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں مگر میں یہ رقم آپ کو اپنے ملک میں ادا کروں گا اور اگر آپ اپنے ملک میں یہ رقم لینا چاہتے ہیں تو پھر میرے ملک سے آپ کے ملک رقم ٹرانسفر کرنے پر جو خرچ آئے گا وہ آپ دیں گے اور وہ میں آپ سے فلاں شرح سے وصول کروں گا۔ اس صورت میں تاجر یہ دیکھے گا کہ آیا کارڈ جاری کرنے والا بینک ٹرانسفر فیس یا ٹرانسفر کمیشن اتنا ہی طلب کر رہا ہے جس

قدر کہ دیگر بینک لیتے ہیں یا اس سے زائد؟ اگر یہ رقم یعنی کمیشن یکساں ہے تو تاجر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے معاہدہ کر لے گا اور اس طرح کریڈٹ کارڈ پر کی گئی خریداریوں پر جو کمیشن تاجر بینک کو (بیرون ملک) دے گا وہ ٹرانسفر کمیشن ہو گا۔ لیکن اگر کارڈ جاری کرنے والا بینک اس کمیشن سے زائد رقم اور تناسب (Percentage) کا تقاضا کرے جو دیگر بینک لیتے ہیں تو تاجر یہ کر سکتا ہے کہ اس (کارڈ جاری کرنے والے) بینک سے تو وہ اپنی رقم اسی بینک کے ملک میں ہی اپنے بینک کے توسط سے وصول کر لے اور پھر اپنے بینک کے ذریعہ یہ رقم ٹرانسفر کرالے اور اس طرح زائد رقم جو کارڈ جاری کرنے والا بینک لینا چاہتا تھا اس سے بچ جائے۔

یہ ساتویں صورت (جو کہ اگرچہ بظاہر) کہیں پائی نہیں جاتی کہ بینک خریدار ہو اور عمیل اس کا ایجنٹ، بلکہ عمیل ہی حقیقی خریدار ہوتا ہے۔ جبکہ بظاہر یہ تاثر قائم کیا جاتا ہے کہ حقیقی خریدار بینک ہے جو اپنے عمیل کے توسط سے تاجر سے خریداری کرتا ہے اور پھر اس خریدے ہوئے سامان کو ایک مخصوص اور طے شدہ شرح منافع پر عمیل کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ تاہم اس پر بحث کرنے کے لئے اور ثابت کرنے کے لئے اس عمل کو دو مستقل مفروضوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ حقیقی خریدار بینک ہو اور وہ اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) کے توسط سے تاجر سے ایسا مال خریدے جیسا عمیل کو مطلوب ہے۔

۲۔ بینک نے جو کچھ تاجر سے اپنے عمیل کے توسط سے خریدا ہے، اسے اپنے عمیل پر ایک ماہ کے اندر ادائیگی کی سہولت کے ساتھ ایک مقررہ شرح منافع پر فروخت کرے اور اس طرح عمیل اور تاجر دونوں سے کچھ رقم وصول کر لے۔

اس ساتویں صورت کی تائید اس کے وضع کرنے والوں نے اس طرح پیش کی ہے کہ کارڈ کے ذریعہ خریداری ہو چکنے کے بعد اگر خریدار (عمیل) سارا خریدا ہوا سامان تاجر کو واپس کرنا چاہے اور تاجر کو اس کے واپس لینے پر اعتراض نہ ہو تو ایسی صورت میں تاجر اس مال کی قیمت عمیل کو واپس نہیں کرتا بلکہ وہ اسے ایک کوپن یا

رسید دے دیتا ہے جس پر واپس کئے گئے مال کی تفصیلات اور رقم کا اندراج ہوتا ہے۔ عمل یہ سلف یا کوپن اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے جبکہ تاجر اس سلف کی ایک کاپی کارڈ جاری کرنے والے بینک کو اپنے بینک کے ذریعہ بھجواتا ہے تاکہ خریداری کی اصل رسید یا سلف میں درج رقم میں سے اتنی رقم منہا کر دی جائے اور بینک تاجر کی مستحقہ رقم اس کے حساب میں ڈال دے۔ اب اگر مال واپس کرنے سے قبل تاجر کے بینک نے مال کی قیمت کارڈ جاری کرنے والے بینک سے خریداری کوپن یا سلف کے عوض وصول کر لی ہو اور بعد میں مال واپس کئے جانے والی سلف اس بینک کے پاس پہنچے تو اس صورت میں کارڈ جاری کرنے والا بینک اپنے عمل سے صرف اسی قدر رقم کا مطالبہ کرے گا جو واپس کئے گئے مال کی رقم منہا کرنے کے بعد کوپن یا سلف پر باقی بچے گی۔

مال واپس کرنے کی صورت میں غور طلب بات یہ ہے کہ اگر عمل ہی حقیقی خریدار ہوتا، تو اسے یہ حق حاصل تھا کہ وہ واپس کئے گئے مال کی رقم واپس حاصل کرتا۔ جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ واپس کئے جانے والے مال کی رقم اسے نہیں دی جاتی۔ جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ تاجر سے خریداری کرنے والا حقیقی خریدار دراصل بینک ہے نہ کہ عمل (کارڈ ہولڈر) اسی لئے واپس کئے گئے مال کی رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کو ملتی ہے عمل کو نہیں۔ لہذا بینک کو تاجر سے کمیشن لینے کا حق حاصل نہ ہوا۔

خلاصہ و نتیجہ

مندرجہ بالا صورتوں میں سے بعض صورتیں مثلاً پانچویں اور چھٹی ایسی ہیں کہ جو کارڈ جاری کرنے والے بینک کے اس کمیشن کو جائز قرار دیتی ہیں جو بینک خریداریوں پر تاجر اور عمل دونوں سے وصول کرتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا تعلق اس قرض سے نہ ہو جو بسا اوقات بینک سے لیا جاتا ہے اور نہ اس مدت سے اس کا تعلق ہو جو قرض کی واپسی کے لئے دی جاتی ہے۔ ان دو شرطوں کی رعایت کے ساتھ بینک

تجارتی کمپنی سے یا عمیل سے جو کمیشن لیتا ہے وہ جائز ہے۔

اس کے جواز کے لئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک تاجر سے جو کمیشن لیتا ہے وہ کمیشن نہیں بلکہ وہ ایک تجارتی معاملہ ہے اور اس کی نوعیت ”قرض کو کم رقم پر فروخت کرنے کی ہے“ اور اس طرح کا معاملہ بیع کے اس اصول کے مطابق درست ہے کہ ”بِعُوزِ بَيْعِ الدِّينِ بِاَقْلِ مَنَّهُ“ (قرض کی بیع اصل ثمن سے کم پر جائز ہے۔) چنانچہ مذکورہ بالا معاملہ میں عمیل جب کوئی مال کسی تاجر سے خریدتا ہے تو وہ اس تاجر کو نقد رقم ادا نہیں کرتا گویا وہ اس کا مقروض ہوتا ہے اور وہ اس قرض کی رسید، خریداری کوپن پر اپنے دستخطوں کی صورت میں تاجر کو دیتا ہے اور تاجر اس قرض کو بینک پر فروخت کر دیتا ہے اور اس سے اصل رقم سے کم پر معاملہ بیع دین کر لیتا ہے جو شرعی طور پر منع نہیں۔ کیونکہ شرعاً جو چیز منع ہے وہ یہ کہ قرض دینے والا اپنے قرض سے زائد رقم کا تقاضا و مطالبہ کرے یا زائد رقم وصول کرے، جبکہ یہاں تو وہ زیادہ نہیں بلکہ کم وصول کر رہا ہے جو کہ بالکل برعکس ہے۔

مگر اس توجیہ کو قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اولاً تو فی الواقع جو صورت کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ خرید و فروخت کی ہے اس میں بینک مقروض کے قرض کی ادائیگی کا ضامن قرار نہیں پاتا، دوسرے یہ کہ بعض فقہاء یہ کہتے ہیں کہ قرض کو خریدنے والا اتنی ہی ادائیگی کا ذمہ دار ہے جتنی قرض بیچنے والا دائن (قرض دینے والے) کو ادا کرے گا۔ اب اگر تاجر کو دائن تصور کریں اور عمیل کو مدیون اور بینک کو دین کا خریدار تو بینک کو چاہئے کہ وہ اسی قدر رقم تاجر کو دے جس قدر عمیل پر تاجر کا قرض ہے نہ کہ کم و بیش۔

کرنسی کی شرح تبادلہ کا فرق

یہ وہ رقم ہے جو بینک کسی ایک کرنسی کو کسی دوسری کرنسی کے بدلے میں خریدنے یا فروخت کرنے پر کماتا ہے اور یہ صورت عمیل کے ساتھ اس وقت پیش

آتی ہے جب کوئی عمیل (کارڈ ہولڈر) کسی دوسرے ملک میں اپنے بینک (کارڈ جاری کنندہ) کے توسط سے یا اس کی اس ملک میں کسی برانچ کے توسط سے یا کارڈ کمپنی (ویزا کمپنی وغیرہ) کے توسط سے نقد رقم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں کارڈ ہولڈر اس (بیرونی) ملک میں جس برانچ یا کمپنی یا بینک سے رقم لیتا ہے یہ ایک طرح سے اس پر قرض ہوتی ہے جس کی ادائیگی اس کا بینک (کارڈ جاری کنندہ) کرتا ہے۔ گویا اس کا بینک اسے لوکل کرنسی میں پہلے تو رقم ادھار دیتا ہے یا اگر کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہوتی ہے تو اسی میں سے اسے رقم دیتا ہے پھر اس رقم (لوکل کرنسی) کو بینک کی بیرون ملک وہ برانچ اس سے وہاں کی کرنسی کے عوض خرید لیتی ہے اور وہاں کی کرنسی کارڈ ہولڈر کو فروخت کرتی ہے اس خرید و فروخت میں بینک جو کمیشن لیتا ہے اسے دو کرنسیوں کی شرح تبادلہ میں فرق کا نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً عمیل کو بیرون ملک ڈالر کی ضرورت ہے اور اپنے ملک میں اس کی جو رقم کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس محفوظ ہے وہ پاکستانی روپے (پاک کرنسی) میں ہے تو اب یہ بینک پہلے تو اس کارڈ ہولڈر سے ڈالر کے عوض روپے خریدتا ہے اور پھر بیرون ملک ڈالر کی مدد سے اس کی خریداریوں کی ادائیگی کرتا ہے اس تبادلہ کرنسی میں بینک کو جو فائدہ Exchange Rate کی وجہ سے ہوتا ہے اسے جائز کہا گیا ہے۔

جبکہ یہ صرف اتنا ہی وصول کیا جائے جتنا کہ کرنسی سے شرح تبادلہ کا فرق ہے نہ کہ زائد۔ پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ بیرون ملک اگر کوئی کارڈ ہولڈر نقد رقم بینک کی کسی شاخ یا کارڈ کمپنی سے حاصل کرتا ہے تو وہ رقم اسے وہاں کی برانچ بطور قرض نہیں دیتی، بلکہ اسے کارڈ ہولڈر ہونے کی بناء پر یہ سہولت حاصل ہے اور خارجی برانچ یا بینک جو رقم اسے ادا کرے گا وہ کارڈ جاری کرنے والے بینک کے ذمہ ادھار ہے اور کارڈ جاری کرنے والے بینک کے پاس عمیل کا اکاؤنٹ ہے جس میں یا تو رقم موجود ہوگی۔ اس بناء پر بیرون ملک کسی بینک سے رقم لینا کوئی امر ممنوع نہیں اور اس پر کسی قسم کی زائد رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ عمیل کے توسط سے کارڈ جاری کرنے والے بینک کے ذمہ قرض ہے۔

مال کی حفاظت اور اس کی محفوظ نقل و حمل پر اجرت

کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والا بینک جو کمیشن کارڈ ہولڈر کی خریداریوں پر اس سے یا تاجر سے لیتا ہے اس کے بارے میں ایک خیال یہ ہے کہ یہ کارڈ ہولڈر کے مال کی حفاظت اور اس کی محفوظ نقل و حمل کی اجرت ہے۔ اس طرح یہ بیج صرف میں اجرت نقل کی شمولیت کا معاملہ ہو جائے گا اور اس ملک سے جس میں عمیل کا مال ہے اس ملک تک جس میں عمیل کو مال کی ضرورت ہے بحفاظت نقل (Secured Transfer) کی اجرت قرار پائے گی۔ اس طرح اسے حوالہ تاجر کے عنوان کے تحت بھی لایا جاسکتا ہے جبکہ اس اجرت کا تعلق اس مدت سے کسی طرح بھی نہ ہو جو کارڈ ہولڈر کو ادائیگی کی خاطر دی جاتی ہے ورنہ یہ ایک ربوی معاملہ ہو گا جسے حوالہ بالاجر کے عنوان کے تحت پوشیدہ سودی معاملہ کی حیثیت حاصل ہوگی اسی طرح اگر کارڈ ہولڈر کو ادائیگی کی مہلت زیادہ دی جائے اور ادھر کمیشن کی مقدار بھی بڑھا دی جائے جب بھی یہ سودی معاملہ ٹھہرے گا۔

اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک جو اجرت یا کمیشن لے رہا ہے وہ واقعی حوالہ بالاجر والی ہی ہے، یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا بینک ایک ملک سے دوسرے ملک رقم بھجوانے کی اتنی ہی اجرت لے رہا ہے جتنی کہ دوسرے بینک لیتے ہیں یا یہ کہ اگر عمیل اپنی رقم کسی دوسرے بینک کے ذریعہ ٹرانسفر کرواتے تو اس (کارڈ جاری کرنے والے) بینک کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟ جبکہ دیگر بینکوں کا ٹرانسفر ریٹ اس سے کم ہو۔ اس طرح بینک کی اس اجرت لینے کی اصل غرض سامنے آجائے گی کہ وہ یہ اجرت کس بات کی لیتا ہے۔ رقم ٹرانسفر کرنے کی اجرت یا رقم فراہم کرنے کی اجرت؟ اسی سے یہ بھی اندازہ ہو سکے گا کہ بینک کا یہ عمل سود کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں۔

اگر ٹرانسفر کی اجرت دیگر بینکوں کی نسبت کم ہے زیادہ لی جا رہی ہو اور کارڈ جاری کرنے والا بینک اس بات کی اجازت بھی نہ دے کہ کارڈ ہولڈر اپنی رقم چاہے تو کسی اور بینک کے ذریعہ ٹرانسفر کرا لے تو اس سے بینک کی اصل نیت واضح ہو جائے گی یعنی وہ ٹرانسفر فیس نہیں لے رہا بلکہ اس کے پس پردہ کچھ اور ہی ہے جو کہ خریداری کی کل رقم پر ایک خاص کمیشن ہے جو بینک والے کارڈ ہولڈر سے لینا چاہتے ہیں اور وہ کمیشن دراصل اس رقم کی فراہمی (بطور قرض) پر ایک مخصوص تناسب سے رکھی گئی ہے۔ اگر بینک کارڈ ہولڈر کو یہ رقم اس کے اپنے ملک میں بلا کمیشن دے دے اور اسے کسی دیگر بینک کے ذریعہ بیرون ملک ٹرانسفر کرنے کی اجازت دے دے تو اس سے بینک کی غرض پوری نہیں ہوتی اس لئے بینک ایسا کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

کہا جاسکتا ہے کہ بینک یہ کمیشن حوالہ قبول کرنے کی وجہ سے لیتا ہے جسے حوالہ قبول کرنے کی اجرت کہا جاسکتا ہے کیونکہ کارڈ ہولڈر کے خریدے ہوئے سامان کی رقم تاجر کی طرف سے بینک کو ادائیگی کے لئے حوالہ کی جاتی ہے اور بینک اس حوالہ کو قبول کرنے کی اجرت (کمیشن) لیتا ہے۔ یا بینک کارڈ ہولڈر کا وکیل (ایجنٹ) بن کر اس کی طرف سے تاجر کو ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے اور بیرون ملک کی گئی خریداری کی صورت میں بینک بیرون ملک تاجر کو رقم بھجواتا ہے چنانچہ وہ اس عمل (Process) کا کمیشن وصول کرتا ہے مگر ایسا نہیں۔

کیوں؟ اس لئے کہ حوالہ کے معنی ہوتے ہیں کسی قرض کو اپنے ذمہ لے لینا اور بینک جب کارڈ ہولڈر کی خریداریوں کی ادائیگی (بطور حوالہ) اپنے ذمہ لیتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک تو یہ کہ کارڈ ہولڈر کا اکاؤنٹ اس بینک میں ہوتا ہے اور اس کے اکاؤنٹ میں رقم بھی ہوتی ہے اگر یہ صورت ہو تو بینک کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ تاجر سے حوالہ قبول کر کے ادائیگی کر دے اور اپنے عمیل (کارڈ ہولڈر) کے حساب (اکاؤنٹ) سے اتنی رقم وضع کر لے۔ اس صورت میں بینک نے کچھ بھی

نہیں کیا۔ خریداری کی رقم کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ہی گویا ادا کر دی تو اس پر کمیشن کس بات کا؟ ہاں وہ ٹرانسفر فیس لے سکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر کا اس بینک میں اکاؤنٹ تو ہو مگر اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہو جتنی کہ ادائیگی کے لئے مطلوب ہے، اس صورت میں بینک سرمدست اپنے پاس سے ادائیگی کرے گا اور بعد میں کارڈ ہولڈر سے وصول کرے گا۔ اس میں بینک نے ادائیگی قبول کر کے گویا کچھ رقم کارڈ ہولڈر کو قرض دی اور پھر اسی رقم کو اس کا وکیل (ایجنٹ) بن کر اسے بیرون ملک ٹرانسفر کیا اور تاجر کو ادائیگی کر دی۔ اس عمل میں اگر بینک کمیشن لیتا ہے تو وہ گویا قرض دینے کی خدمت کا معاوضہ ہوا۔ جبکہ ایسا کرنا شرعاً درست نہیں کہ قرض پر مال و دیگر اصل سے زائد وصول کیا جائے یا اس قرض دینے کا معاوضہ وصول کیا جائے۔ اس میں بھی صرف رقم ٹرانسفر کرنے کی فیس وصول کی جاسکتی ہے اور وہ بھی دونوں صورتوں میں اتنی ہی ہونی چاہئے جتنی کہ دیگر بینک لیتے ہیں۔ یا یہی بینک کارڈ ہولڈروں کے علاوہ دیگر لوگوں سے لیتا ہے۔

ضروری نوٹ

کارڈ جاری کرنے والے بعض بینکوں کا معمول یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر اگر مدت مقررہ کے اندر اندر خریداریوں کی رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع نہ کرائے تو بینک اس کے بعد جرمانہ کے طور پر اس سے اصل سے کچھ زائد رقم وصول کرتے ہیں جو کہ صاف اور صریح سود ہے، ہاں البتہ کچھ بینک اصل رقم ہی وصول کرتے ہیں اور اصل پر زیادتی نہیں کرتے، اس طرح کا معاملہ درست ہے۔

کمپیوٹر سسٹم یا الیکٹرونک نظام کے استعمال کی اجرت

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بینک سے کمیشن (نقد رقم) حاصل کرنے پر بینک کچھ کمیشن لیتا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس طرح کا کمیشن دراصل کمیشن ادا کرنے کے

لئے کمپیوٹر سسٹم یا الیکٹرونک ٹرانسفر سسٹم کی خدمات مہیا کرنے کا معاوضہ ہے اور یہ کمیشن ان دو بینکوں کے مابین ایک طے شدہ تناسب (Ratio) سے تقسیم ہوتا ہے جن کا اس میں عمل دخل ہو۔ یعنی کارڈ جاری کرنے والے بینک اور کیش (Cash) فراہم کرنے والے بینک کے مابین۔

اس قسم کا کمیشن الیکٹرونک سسٹم کے استعمال کی اجرت کے طور پر جائز ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ کسی اور معاملے کا تعلق نہ ہو، جیسے وقت اور مدت وغیرہ، یعنی اگر یہ کمیشن واقعی الیکٹرونک سسٹم کے استعمال کی اجرت ہے تو پھر یہ اس شخص سے جس کا بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ ہے اور اس سے جس کا کریڈٹ اکاؤنٹ نہیں یکساں لیا جانا چاہئے۔

کیونکہ اگر اس اجرت کی مقدار مختلف ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ الیکٹرونک سسٹم کے استعمال کی اجرت نہیں بلکہ یہ اس مہلت کی اجرت ہے جو کارڈ ہولڈر کو رقم تاخیر سے ادا کرنے کے لئے دی گئی ہے اور مہلت (اجل) کا معاوضہ لینا جائز نہیں بلکہ حرام (سود) ہے۔

حصول تفویض کے لئے مراسلت و مواصلت کی اجرت

ویرا کمپنی کے کارڈ ہولڈرز اگر غیر ملکی بینکوں سے کیش حاصل کرنا چاہیں تو یہ بینک کیش دینے کے لئے کارڈ جاری کرنے والے بینک سے فوری مراسلت یا ٹیلی فونک رابطہ قائم کر کے تفویض (Power) حاصل کرتے ہیں جو الیکٹرونک سسٹم، فیکس یا دیگر ذرائع سے فی الفور حاصل کی جاتی ہے اور کیش ادا کرتے وقت کیش ادا کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر سے کچھ کمیشن لیتا ہے جسے اس رابطے و اتصال کی اجرت کا نام دیا جاتا ہے جو کارڈ جاری کرنے والے بینک سے تفویض (Power) حاصل کرنے کے لئے کیا گیا۔ نیز رقم کی ادائیگی کے بعد یہی رقم ویرا کمپنی یا کارڈ جاری کرنے والے بینک یا ادارہ سے وصول کرنے اور حسابات کا تصفیہ کرنے کی خاطر جو

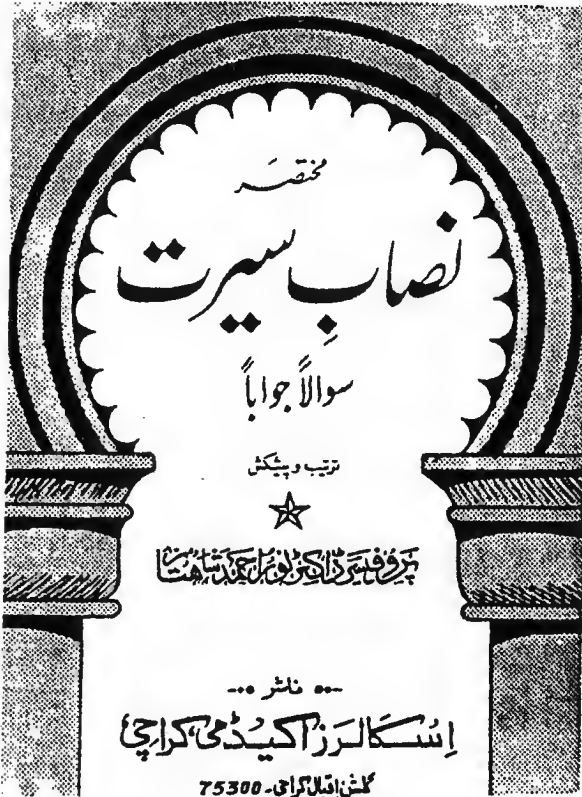
مراسلت ہوگی یہ کمیشن اس ساری محنت و مراسلت کی اجرت شمار کی جاتی ہے۔
 اس طرح کا کمیشن یا اجرت کریڈٹ کارڈ ہولڈر سے وصول کرنا جائز ہے کیونکہ
 یہ حق الخدمت ہے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ یہ کمیشن واقعی حق الخدمت یا حق
 الخدمت ہونہ کہ اس مہلت یا اجل (Term) کا معاوضہ جو کارڈ ہولڈر کو رقم واپس
 لوٹانے یا ادا کرنے کی خاطر دی گئی ہے۔

نوٹ: اگر کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والے بینک اور اس بینک کے مابین جس کے
 توسط سے تاجر کارڈ ہولڈر کی خرید کردہ اشیاء کی قیمت وصول کرتا ہے کوئی معاہدہ ہو
 اور اس معاہدہ میں یہ طے پایا ہو کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک اس بینک کو جس کے
 توسط سے تاجر نے رقم کا مطالبہ کیا ہے خریداری کی مجموعی رقم پر ایک خاص تناسب
 سے کمیشن دے گا تو یہ کمیشن اس بینک کی خدمت کا معاوضہ ہو گا۔ اس کی وضاحت
 ہم اس طرح کر سکتے ہیں کہ جب کوئی کارڈ ہولڈر کسی بھی ایسے تجارتی ادارہ یا تاجر
 سے خریداری کرتا ہے جو کریڈٹ کارڈ پر خریداری کی سہولت فراہم کرے، تو یہ
 تجارتی ادارہ یا تاجر (جیسا کہ شروع میں وضاحت کی گئی) کارڈ ہولڈر سے اس سامان
 کے واؤچر یا بل یا کوپن پر دستخط کرواتا ہے پھر اس واؤچر کو وہ اپنے بینک میں (جس
 میں اس کا اکاؤنٹ ہو) جمع کرا دیتا ہے تاکہ اس کا بینک اسے اس واؤچر پر لکھی ہوئی
 رقم ادا کر دے۔ یہ بینک تاجر کو تو فوری ادائیگی کر دیتا ہے مگر خود یہی رقم اس بینک
 سے طلب کرتا ہے جس نے کارڈ جاری کیا۔ جب یہ کوپن اس بینک کے پاس جاتا ہے
 تو وہ اس رقم کی ادائیگی کوپن بھیجنے والے بینک کو کر دیتا ہے اور خود کارڈ ہولڈر کے
 اکاؤنٹ سے اتنی رقم وضع کر لیتا ہے اور اگر اتنی رقم اس کے اکاؤنٹ میں نہ ہو تو پھر
 کارڈ ہولڈر کو رقم کی ادائیگی (Deposit) کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔

اس طرح اس معاملہ کے چار فریق ہو گئے ایک تاجر، دوسرا تاجر کا بینک، تیسرا
 کارڈ جاری کرنے والا بینک اور چوتھا خریداریا کارڈ ہولڈر، اب ہوتا یہ ہے کہ تاجر کا
 بینک چونکہ تاجر کو فوری ادائیگی کرتا ہے تو وہ دراصل کارڈ جاری کرنے والے بینک

کے نائب کے طور پر یہ کام کرتا ہے اور اس پر کارڈ جاری کرنے والے بینک سے معاوضہ لیتا ہے اور کارڈ جاری کرنے والا بینک کارڈ ہولڈر کے نائب، وکیل یا ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے اس لئے وہ کارڈ ہولڈر سے اجرت طلب کرتا ہے۔ اس طرح خریدے گئے سامان کی قیمت پر جو کمیشن کارڈ جاری کرنے والے بینک کو جاتا ہے وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اس کا ایک حصہ تو (مثلاً ایک فی صد) تاجر کے بینک کو ملتا ہے جبکہ (دو فی صد) باقی حصہ کارڈ جاری کرنے والے بینک کو ملتا ہے۔ یہ کمیشن ایک طرح کا حق الخدمت ہے مگر شرط یہی ہے کہ اس میں بھی مہلت (Term) یا مدت (Time Period) کا کوئی دخل نہ۔

..... *
حفظ و ناظرہ زبان بچوں کے لیے



بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت

تدریس

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

ناشر

اسکالرز اکیڈمی

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال، کراچی 75300

بینک کی ترغیبی اسکیموں کی شرعی حیثیت

انعامی اسکیم: کریڈٹ کارڈ جاری کرنیوالے ادارے/ کمپنیاں یا بینک دقتاً "وقتاً" مختلف نوعیت کی ترغیبی اسکیمیں جاری کرتے رہتے ہیں تاکہ بینکوں میں اکاؤنٹ رکھنے والے لوگ کریڈٹ کارڈ حاصل کر نیکی طرف مائل اور راغب ہوں۔ مثلاً بینک قرعہ اندازی کے ذریعہ مختلف اوقات میں کارڈ ہولڈرز کے مابین انعامات تقسیم کرتا ہے جو نقدی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ ہولڈرز کی تعداد بڑھانے کی خاطر اس طرح کی انعامی اسکیم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی انعامی اسکیم اگر بینک اس غرض سے شروع کرے تاکہ اس کے کاروبار میں اضافہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ کریڈٹ کارڈ حاصل کریں تو اس میں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کی یہ ترغیبی اسکیم مشروط ہے یا غیر مشروط؟ اگر تو کریڈٹ کارڈ کسی قسم کی ایڈوانس رقم جمع کرائے بغیر جاری کئے جائیں اور پھر کارڈ ہولڈرز میں بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم انعامات ہو تو جائز ہے لیکن اگر کارڈ حاصل کرنے والوں پر یہ شرط عائد کی جائے کہ وہ لازمی طور پر کریڈٹ اکاؤنٹ اس بینک میں کھلوائیں اور اس میں کریڈٹ (ادھار) کے طور پر کچھ رقم بھی بینک کے پاس جمع کروائیں اور پھر ایسے ہی کارڈ رکھنے والوں کے مابین قرعہ اندازی ہو جنہوں نے قرض پر بینک کو رقم دے رکھی ہے تو قرعہ اندازی میں نکلنے والی رقم اس قرض پر نفع (سود) ہے۔ لہذا یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام قرار پائے گی اور اس طرح یہ انعامی اسکیم دعوت حرام ہو کر محرم ٹھہرے گی۔

۱۔ زندگی کا بیمہ (Life Insurance)

بعض بینک یا کارڈ جاری کرنے والے ادارے "گولڈن کارڈز" جاری کرتے ہیں ان کی قوت خرید اور مارکیٹ ویلیو بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ ایسے لوگوں کو جاری کئے جاتے ہیں جو بہت زیادہ مالدار ہوں اور جن کا بہت زیادہ سرمایہ بینکوں میں موجود ہوتا

ہے۔ گولڈن کارڈ ہولڈرز کو کریڈٹ کارڈ کی دیگر سہولتوں کے علاوہ کچھ اضافی مراعات حاصل ہوتی ہیں جیسے ایئر لائنوں میں ترجیحی بنیادوں (Priority Bases) پر ریزرویشن کی سہولت ہوٹلوں اور دیگر سیاحی و تفریحی مقامات پر رہائش گاہوں اور (Huts) وغیرہ کی ترجیحی بنیادوں پر فراہمی علاوہ ازیں بیمہ زندگی (Life Insurance) کی سہولت بھی کارڈ جاری کرنے والا ادارہ فراہم کرتا ہے۔ بعض کارڈ جاری کرنے والے ادارے کارڈ ہولڈر کو دوران سفر انشورنس بھی مہیا کرتے ہیں۔

اس طرح کی مراعات کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ بینکوں کی طرف سے اس طرح کی خصوصی مراعات کی پیش کش اسلامی تصور سے مماثلت نہیں رکھتی۔ اس رائے کا جائزہ لیتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ انشورنس یا بیمہ ایک معاہدہ ہے جو کارڈ جاری کرنے والی کمپنی یا بینک اور کارڈ ہولڈر کے مابین ہوتا ہے اور اس میں یہ طے پاتا ہے کہ کمپنی یا بینک کارڈ ہولڈر کو ہر ماہ یا ہر سال ایک مخصوص مقدار مال (رقم) بصورت حادثہ یا خسارہ ادا کرنے کا پابند ہو گا اور کبھی اس میں یہ شرط رکھی جاتی ہے کہ کمپنی یا بینک کارڈ ہولڈر سے صرف گولڈن کارڈ حاصل کرنے کا تقاضا کرتی ہے اور اسے یہ باور کراتی ہے کہ اگر وہ اول درجے کے اکاؤنٹ ہولڈرز میں شامل ہو جائے اور گولڈن کارڈ لے لے تو اس کو بیمہ کی رعایت بھی دی جائے گی۔ اس صورت میں انشورنس ایگریمنٹ یا معاہدہ بیمہ کے چار ارکان ہوتے ہیں۔

۱۔ جس کا بیمہ کیا جا رہا ہو اس کی طرف سے بیمہ کرانے کی خواہش۔

۲۔ بیمہ کرنے والے کی رضامندی۔

۳۔ جس چیز کا بیمہ ہے (یعنی زندگی)

۴۔ ماہانہ یا سالانہ قسط بیمہ

مذکورہ بالا بیمہ زندگی میں چاروں ارکان موجود ہیں۔

(۱) جس کا بیمہ کیا جا رہا ہے وہ بیمہ کرانے کا خواہش مند ہے۔

(۲) بیمہ کرنے والا بیمہ کرنے کو تیار ہے۔

(۳) جس چیز کا بیمہ ہو رہا ہے وہ زندگی ہے کہ جسے لاحق خطرات کا بیمہ ہے۔
 (۴) اور ماہانہ یا سالانہ قسط بیمہ بھی موجود ہے جو کہ کارڈ ہولڈر کے فرسٹ کلاس اکاؤنٹ کی صورت میں ہے جس کے نتیجہ میں اسے بینک دیگر مراعات کے علاوہ بیمہ زندگی کی سہولت بھی دے رہا ہے۔

کارڈ کی مدت ایک سال مقرر ہے اور انشورنس میں بھی مدت کا تعین ہوتا ہے اس طرح یہ ایک مکمل معاہدہ یا عقد ہے جس میں ”و اوفوا بالعقود“ میں مذکور عقد کی سی شرائط و صفات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اس معاہدہ بیمہ کو ”حبہ معوضہ“ کی سطح پر لے آئیں۔ (یاد رہے کہ حبہ معوضہ سے مراد کسی ایسی چیز کو کسی شخص کے حوالہ کر دینا اور بطور تملیک اسے دے دینا ہے جس کے عوض بھی کچھ لینا قرار پایا ہو۔) کیونکہ بیمہ کرانے والا شخص ہر ماہ یا ہر سال بیمہ کی قسط ادا کرتا ہے اور یہ اس بیمہ کا عوض ہے جو اسے کریڈٹ کارڈ کی صورت میں دیگر مراعات کے ساتھ ایک رعایت و سہولت کے طور پر حاصل ہے۔ چنانچہ بیمہ کرنے والے کو یہ شرط پوری کرنی ہوگی اور اگر وہ اس شرط کو پورا کرے کہ حبہ کے بدلے بیمہ کرے (حبہ وہ مال ہے جو کارڈ ہولڈر کی طرف سے بصورت قسط ادا کیا جاتا ہے) تو شرط صحیح ہونے کی بناء پر بیمہ بھی صحیح ہو گا اور اگر بیمہ کرنے والا اس شرط کی پابندی نہ کرے تو بیمہ کرانے والا اپنا حبہ واپس لے سکتا ہے۔ اسی طرح بیمہ کرنے والے کو بیمہ کرانے والے کی موت کی صورت میں بھی شرط پوری کرنی ہوگی یعنی حبہ کا عوض دینا ہوگا۔

تاجر سے کارڈ ہولڈر کو ملنے والے ڈسکاؤنٹ (Discount) کی حیثیت

بسا اوقات کارڈ جاری کرنے والا بینک، کارڈ کے فوائد میں سے یہ بھی بتاتا ہے کہ کارڈ کے ذریعہ کی گئی خریداری پر کارڈ ہولڈر کو تاجروں سے ۵ سے ۳۰ فیصد تک رعایت (Discount) بھی دلوائی جائے گی۔ اس طرح کی رعایت بعض تجارتی

کمپنیاں بعض اشیاء صرف پر کارڈ ہولڈرز کو فراہم کرتی ہیں۔ ہمارے خیال میں اس طرح کی رعایت یا ڈسکاؤنٹ میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں کیونکہ اس رعایت کی حیثیت اصل قیمت سامان میں کمی کرنا ہے، فقہی زبان میں ہم اسے یوں کہتے ہیں کہ ”تاجر اگر یہ کہے کہ فلاں چیز کی اصل قیمت فروخت ایک سو بیس روپے ہے مگر ”کارڈ ہولڈرز کے لئے صرف سو روپے“ تو اس کا ایسا کہنا اور کرنا جائز ہے۔

ضروری تنبیہات

کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ لین دین کے معاملہ میں متعدد باتوں کا پیش نظر رہنا ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے کمیشن کو کارڈ جاری کرنے والے بینک کی خدمات (Services) کا معاوضہ یا اجرت کہا گیا ہے اسی طرح تاجر کے بینک کو ملنے والے کمیشن کو بھی حق الخدمت کہا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اس کمیشن کا تعلق اس قرض سے کسی صورت نہیں جو کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ لین دین کی صورت میں بینک سے کارڈ ہولڈر کو دیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حق الخدمت اس شخص سے جس کا کریڈٹ اکاؤنٹ بینک میں ہو یا جس کا ڈیبٹ (Debit) اکاؤنٹ ہوں دونوں سے یکساں وصول کیا جاتا ہے۔ اس بنیاد پر بعض تنبیہات کی طرف اشارہ کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

۱۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی تجارتی کمپنی اپنا سامان کارڈ ہولڈر کو عام نرخوں سے زائد میں فروخت کرنے لگے یا نقد قیمت کے مقابلہ میں کارڈ ہولڈر سے زائد قیمت وصول کرے، اسی طرح وہ ادارے جن کا کام خدمات (Services) مہیا کرنا ہے جیسے ہوٹل وغیرہ، وہ نقد ادائیگی کرنے والے گاہکوں کی نسبت کارڈ ہولڈرز سے زیادہ چارجز وصول کرے تو کیا ایسی صورت میں یہ لین دین صحیح ہو گا یا اس میں سود کا شبہ پایا جائے گا؟

ج: اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تجارتی کمپنی بینک کے ساتھ معاہدہ کرتے وقت

یہ سوچ لے کہ چونکہ نقد بیچی گئی اشیاء کی قیمت فوراً ملتی ہے جبکہ کارڈ کے ذریعہ فروخت کی گئی اشیاء کی قیمت وصول کرنے کے لئے بعض ضروری اقدامات کرنا پڑتے ہیں۔ (مثلاً کوپن کا حصول، کوپن کا بینک میں جمع کرانا اور رقم کی وصولی کے سلسلہ میں بینک میں اکاؤنٹ کھلوانا اور حساب کتاب رکھنا وغیرہ) اور ان اقدامات پر مال اور وقت دونوں خرچ ہوں گے مشقت بھی ہو گی، اس لئے کارڈ پر اشیاء کی فروخت عام نرخ سے کچھ زائد پر ہوگی تاکہ مذکورہ بالا اقدامات کے سلسلہ میں کی گئی محنت کا صلہ مل سکے تو اس صورت میں قیمت کا تفاوت ممنوع نہیں ہوگا۔ لیکن اگر قیمت زیادہ رکھنے کا سبب یہ ہے کہ رقم دیر سے وصول ہوگی اور اس دیر اور تاخیر کے عرصہ کا معاوضہ وصول کرنے کا ارادہ ہو تو پھر قیمتوں کا تفاوت جائز نہ ہوگا۔

۲۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر کارڈ جاری کرنے والے بینک نے کارڈ ہولڈر سے معاہدہ کرتے وقت ایسا معاہدہ پیش کیا جس کی عبارت میں سودی لین دین کی کوئی بات ہو، یا بینک نے یہ شرط رکھی کہ اگر کارڈ ہولڈر بروقت یا مدت مقررہ کے اندر اندر رقوم کی ادائیگی نہ کرے جو اس کی خریداریوں کے کوپن پر تاجروں کی طرف سے لکھی ہوئی موصول ہوں، تو بینک کارڈ ہولڈر سے اتنے فیصد اضافی رقم لے گا، تو کیا ایسی شرط والے معاہدہ میں فریق بننا جائز ہوگا؟ اور اگر ایسا معاہدہ قبول کر لیا جائے تو کیا یہ ایک سودی معاملہ کو قبول کرنے اور سود جو کہ حرام ہے کی ادائیگی کا ذمہ لینے کے مترادف ہوگا؟

ج : اگر کارڈ ہولڈر اس شرط کو واقعی قبول کر لے تو گویا اس نے سود ادا کرنے کے معاملہ کو قبول کیا اور اگر اس نے اس شرط کے ساتھ کارڈ حاصل کیا کہ وہ ہر خریداری کوپن کی رقم فوری ادا کر دے گا یا مدت مقررہ کے اندر اندر بینک کو رقم لوٹا دے گا یا یہ کہ وہ زائد قیمت ادا نہیں کرے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ زیادتی ادھار کی وجہ سے ہے جو کہ حرام ہے تو گویا اس نے بینک سے

کارڈ لیتے وقت ایک ایسا معاہدہ کیا جو صحیح ہے اور جو اس معاہدہ کی ایک غیر شرعی شق تھی اسے اس نے تسلیم ہی نہیں کیا تو اس کا یہ معاملہ جائز ہو گا سودی اور حرام نہیں ہو گا۔

بالفاظ دیگر ایک شخص کسی ایسی کمپنی میں حصہ دار بن سکتا ہے جو سودی کاروبار کرتی ہو اور کمپنی کا ہر حصہ دار شریک متصور ہوتا ہے اور اس طرح تمام شرکاء سودی کاروبار میں شریک ہوتے ہیں اور سب کے سب کمپنی کے معاہدوں کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جب کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ کمپنی میں حصہ دار شریک کہلاتا ہے اور وہ کمپنی کے کاروبار کا شریک اور معاہدوں کا ذمہ دار ہوتا ہے جبکہ یہاں کریڈٹ کارڈ کی نوعیت اس طرح ہے جس طرح میں کسی شخص سے کوئی معاہدہ کروں اور اس معاہدہ میں کوئی شرط ایسی نہ ہو جس سے سودی معاملہ بنتا ہو، مگر بعد ازاں ایسا کوئی معاملہ پیش آ جائے جس میں سود کی بھی کوئی صورت بنی ہو، تو اگر میں اس صورت سے متفق نہ ہوں اور اسے اختیار نہ کرنا چاہوں تو میرا معاہدہ اپنی جگہ درست ہے اور اس کی نوعیت یہ ہو گی کہ ”معاہدہ قبول ہے مگر شرط قبول نہیں۔“

۳۔ تیسرا سوال عدم ادائیگی کی صورت میں ذمہ داری کا ہے اور اس کی چند صورتیں ایسی ہیں جو کسی وقت بھی پیش آ سکتی ہیں۔

(۱) اگر کارڈ ہولڈر خریداری کوپن کی رقم ادا کرنے سے انکاری ہو تو کیا ایسی صورت میں کارڈ جاری کرنے والا بینک اس رقم کی واپسی کا مطالبہ (جو اس نے کارڈ ہولڈر کی طرف سے تاجر کے بینک کو ادا کر دی ہے) کر سکتا ہے؟

۵۔ کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والا بینک اپنے ممبرز (کارڈ ہولڈرز) کے مابین قرضہ اندازی کے ذریعہ انعامات تقسیم کرنے کی کوئی اسکیم چلا سکتا ہے تاکہ وہ اوروں کو بھی کارڈ حاصل کرنے کی ترغیب دلائے۔ مگر اس میں یہ ضروری ہے کہ اس طرح کی اسکیم بینک کی اپنی پیش کش ہو کارڈ ہولڈروں کا تقاضا و مطالبہ

نہ ہو۔

اسی طرح بینک گولڈن کارڈ ہولڈرز کو بیمہ وغیرہ کی سہولت بھی دوران سفر فراہم کر سکتا ہے جبکہ ایسا کرنا بینک اور کارڈ ہولڈر کے مابین ہونے والے معاہدہ میں شامل ہو اور اس معاہدہ کے تمام ارکان و شرائط صحیح ہوں۔

۶۔ کوئی تاجر اپنا سامان تجارت عام لوگوں کی ہنسبست کارڈ ہولڈروں کو منگے واموں فروخت کرے یعنی نقد ہو تو کم نرخ اور ادھار پر ہو تو زیادہ نرخ مقرر کرے، تو وہ ایسا کر سکتا ہے جبکہ اس تاجر کو کارڈ ہولڈروں کو دیئے گئے سامان کی قیمت وصول کرنے کے لئے خط و کتابت، بھاگ دوڑ، محنت اور وقت صرف کرنا پڑتا ہو اور پھر سامان فروخت کرتے وقت جب یہ بات خریدار پر واضح کر دی جائے یا اسے پہلے سے معلوم ہو اور وہ اس کے باوجود خریداری پر آمادہ ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

۷۔ کوئی تاجر اپنا سامان تجارت نقد قیمت سے کم پر یا عام گاہکوں کی ہنسبست کارڈ ہولڈرز کو رعایتی قیمت پر بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے اور اس میں بھی کوئی شرعی مانع نہیں کہ مثلاً کوئی تاجر یہ کہے کہ سامان کی قیمت تو ۱۲۰ ہے مگر آپ کو ۲۰ روپے کی رعایت (Discount) دیتا ہوں۔

۸۔ ضمانت کا سارا بار کارڈ جاری کرنے والے بینک پر ہے اور کارڈ ہولڈر و تاجر یا تاجر کے بینک کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح تاجر کے بینک اور تاجر کا کارڈ ہولڈر سے کوئی تعلق نہیں۔

۹۔ کوئی بھی شخص کسی کریڈٹ کارڈ جاری کرنے والی کمپنی سے کارڈ حاصل کرنے کا معاہدہ کر سکتا ہے اور اگر اس معاہدہ میں کوئی سودی شرط ہو تو وہ اس کا اسٹشنی حاصل کر سکتا ہے اور اگر اسسٹنی حاصل نہ کر سکے تو اس کا حل سوچ لے اور اس پر عمل کرے مثلاً اگر تاخیر سے ادائیگی رقوم پر بینک کمیشن (سود) لیتا ہے تو وہ یہ طے کر لے کہ وہ ایسی نوبت ہی نہیں آنے دے گا بلکہ ہر

خریداری کی قیمت بروقت اور ہر کوپن پر درج رقم نقد ادا کر دیا کرے گا تو ایسا شخص اس معاہدہ کرنے والے کی مانند ہو گا جس نے عقد کو تو قبول کیا مگر شرط فاسد کو قبول نہیں کیا۔ اس طرح اس کا اس عقد میں داخل ہونا حرام نہ ہو گا۔

خلاصہ بحث

کریڈٹ کارڈ کی حقیقت، اس کی اقسام، اس کے فوائد، تجارتی معاملات میں اس کے استعمال اور اس کے ذریعہ لین دین کی شرعی حیثیت پر ہم نے جو گفتگو اس مضمون میں کی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ کارڈ جاری کرنے اور کارڈ کی تجدید کرنے کی فیس جائز ہے، کیونکہ یہ اجرت عمل ہے یا اس فائدے کی اجرت ہے جو کارڈ جاری کرنے والی کمپنی یا بینک کارڈ ہولڈر کو پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح دیگر فیس جیسے قبل از وقت تجدید کی فیس، کارڈ گم ہونے یا ضائع ہونے یا چوری ہو جانے کی صورت میں اس کے متبادل (Duplicate) کارڈ کے اجراء کی فیس بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔

۲۔ کارڈ جاری کرنے والا بینک جو کمیشن خریداری کی کل قیمت ادا کرتے وقت تاجر سے وصول کرتا ہے وہ جائز ہے کیونکہ اس کی صورت بینک اور تاجر کے مابین اس اجرت یا حق الخدمت کی بنتی ہے جو دلال جائیداد کے کاروبار میں وصول کرتا ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ اس بات کا اطمینان کر لیا جائے کہ بینک کارڈ ہولڈر کی خریداریوں کی ادائیگی کے لئے جو رقم وقتی طور پر اپنے پاس سے ادا کرتا ہے اور جس کی صورت کارڈ ہولڈر پر قرض (دین) کی ہوتی ہے اس کا معاوضہ بینک وصول نہ کرے نہ اس کی مدت میں کمی بیشی کے لحاظ سے کمیشن میں کوئی کمی بیشی کرے اور نہ اس مہلت کی اجرت مانگے۔ اسے چیک کرنے کا بہترین طریقہ وہی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ جس شخص کا کارڈ جاری کرنے والے بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ ہے اور جس کا ڈیبٹ (Debit) اکاؤنٹ ہے کیا دونوں قسم کے کارڈ ہولڈروں سے

کارڈ جاری کرنے والا یکساں معاملہ کرتا ہے یا مختلف؟ اسی طرح بینک کو تاجر اور کارڈ ہولڈر کے مابین ایجنٹ کا جو کردار حاصل ہے اس پر وہ دلال کی طرح کمیشن لے سکتا ہے بشرطیکہ اس نے دونوں طرح کے معاملات میں یکساں کمیشن لیا ہو ایسے معاملہ میں جس میں اس نے قرض کے طور پر اپنے پاس سے تاجر کو ادائیگی کی اور جس میں اس نے اپنے پاس سے نہیں بلکہ کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ سے ادائیگی کی۔

۳۔ کارڈ ہولڈر سے اس سامان کی کل قیمت پر چند فیصد کمیشن لینا یا بیرون ملک کسی بینک سے کریڈٹ کارڈ کی بناء پر نقد رقم (کیش) نکلوانے کی صورت میں اس سے کمیشن کاٹنا اور اسی طرح کے دیگر معاملات جہاں کریڈٹ کارڈ سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو وہاں کارڈ جاری کرنے والے بینک کا کمیشن لینا جائز ہے بشرطیکہ یہ کمیشن صرف خدمات فراہم کرنے کی اجرت یا حق الخدمت کے طور پر ہو نہ کہ اس رقم کی واپسی کی مصلحت کی مدت کا اجر یا بدلہ جو کارڈ ہولڈر کو نقد فراہم کی گئی یا خریداری و خدمات (Services) کے کوپن کی ادائیگی کی صورت میں متعلقہ تاجروں یا اداروں کو دی گئی۔ اسے چیک کرنے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ کارڈ جاری کرنے والا بینک ان تمام قسم کے معاملات میں کارڈ ہولڈر سے اتنا ہی کمیشن (حق الخدمت) لیتا ہے جتنا کہ وہ کسی ایسے شخص سے لیتا ہے کہ جو کارڈ ہولڈر تو ہے مگر جس کا کارڈ جاری کرنے والے بینک میں کریڈٹ اکاؤنٹ نہیں؟

۴۔ اگر کارڈ ہولڈر وہ رقوم جو اس کے ذمہ واجب الادا ہیں مدت معینہ کے اندر اندر بینک کو نہ لوٹائے تو کارڈ جاری کرنے والے بینک کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس سے تاخیر کا کوئی جرمانہ یا کمیشن وصول کرے کیونکہ یہ صورت اصل قرض پر اضافہ بنتی ہے جو کہ صراحتاً "حرام ہے۔"

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کاغذی کرنسی

کی

تایخ۔ ارتقاء۔ شرعی حیثیت

تحریر
عبد اللہ سلیمان مینح

ترجمہ
ڈاکٹر نور احمد شاہتاز



فضل سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اردو بازار - کراچی

الیکٹرانک کیش اور مونڈیکس کارڈ

گزشتہ صفحات میں ہم نے کہا ہے کہ پلاسٹک کرنسی (کریڈٹ کارڈ) تیزی سے مقبول ہو رہی ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ اس کے عوام کے ہاتھوں تک پہنچنے سے قبل ہی ایک نئی کرنسی ایجاد ہو چکی ہوگی۔

جی ہاں! ابھی ہم یہ رسالہ شائع بھی نہ کرنے پائے تھے کہ ایک نئی کرنسی کی بازگشت سنائی دینے لگی اور وہ ہے الیکٹرانک کیش اور مونڈیکس (Mondex) اس کی تفصیلات جاننے کے لئے اسٹیفن جے کابرن کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو یقیناً قارئین کی دلچسپی کا موجب ہو گا۔

قومی سلامتی اور قومی معاشی استحکام... دو بڑے کام، دو بڑی اصطلاحات آج کی تیزی سے بدلتی دنیا میں اپنا مفہوم کھو رہے ہیں۔ یہ بات رے منڈورنن نے اپنی کتاب ”حاکمیت اعلیٰ خطرے میں“ کے مرکزی خیال کے طور پر بیان کی تھی۔ آج سے ۲۶ سال قبل اس کی یہ بات ایک فسانہ تھی کہ ایک وقت آئے گا جب قومی ریاست، قومی معیشت جیسے الفاظ اپنا مفہوم کھو دیں گے۔ پیداواری عمل کی بین الاقوامیت اور کثیر القومی کمپنیوں کے بوجھ تلے دبے قومی ریاست اور قومی معیشت کے مفہوم کو بعد میں لکھی جانے والی کتابوں میں متروک قرار دے دیا گیا۔ آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں، آپ کی قومی شناخت کوئی بھی ہو، آپ کے ملک کی معیشت مستحکم ہو یا نہ ہو، آپ کی جیب میں الیکٹرانک کیش موجود ہے تو آپ ہر جگہ خریداری کر سکتے ہیں، کاروبار کر سکتے ہیں۔ اپنا کارڈ نکالیں اور جس چیز یا منصوبے پر انگلی رکھیں۔ حاصل کر لیجئے۔ ویزا کارڈ، ایکسپریس کارڈ اور اسی نوعیت کے کیش نے روایتی معیشت کو ایک زبردست چیلنج سے ہمکنار کر دیا ہے، ایک ایسا چیلنج جس نے جغرافیائی ریاست کا حدود اربعہ ہلا کے رکھ دیا ہے۔

آئیے ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔ کچھ اسمگلرز بونگ ۷۳۷ ایس پر سفر کرتے

ہوئے ناجائز اشیاء میکسیکو لاتے ہیں اور واپسی پر کیش جہاز میں بھر لے جاتے ہیں۔ جب کہ دوسری صورت میں وہ امریکی بل بذریعہ کارڈ ادا کرتے ہیں۔ اس میں افسانوی بات یہ ہے کہ ان کا سربراہ، جو مافیا کا بھی سربراہ ہے، خفیہ اداروں کو الیکٹرانک کیش میں ادائیگی کرتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے آپ نیل اسٹیفن سن کا ناول برفانی کیش (Cash Snow) پڑھ رہے ہوں۔ وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے اور ایک کارڈ نکال کر آگے بڑھا دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس میں سے اڑھائی کروڑ ہانگ کانگ ڈالرز کاٹ لیں۔ کسی جگہ دو کمپیوٹر پڑے ہیں، کارڈ ہاتھ آتے ہی کمپیوٹرز پر کچھ اعداد و شمار نمودار ہوتے ہیں اور رقم ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اب بونگ ۷۴ میں اتنی بڑی رقم لے جانے کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ یہ کام تو ایک بالشت سے بھی چھوٹے سے کارڈ نے بڑی خوبی سے سرانجام دے دیا ہے۔ اب اربوں کروڑوں ڈالر، پاؤنڈز اور ین ایک ہی دن میں کمپیوٹر بائٹ پر ادھر سے ادھر کر دیئے جاتے ہیں۔ وقت کس قدر سمٹ گیا ہے آپ تصور ہی نہیں کر سکتے۔ چند ثانیوں میں کروڑوں ڈالر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی ایک کارڈ کو مونڈیکس (MonDEX) کہتے ہیں۔ آپ اسے ایک ننھے سے پرس سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ ایک خود کار مشین سے آپ اس پر رقم داخل کر سکتے ہیں۔ آپ کا ایک فون یا کمپیوٹر جو کارڈ پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، وہ بھی یہ کام کر سکتا ہے آپ دکان دار کو کارڈ دے کر خریداری بھی کر سکتے ہیں اور انٹرنیٹ پر اپنا آرڈر بک بھی کر سکتے ہیں۔ ایک الیکٹرانک پرس آپ کی رقم کو آپ کے کارڈ سے دوسرے کارڈ پر بھی منتقل کر سکتا ہے۔

صرف یہ ٹیکنالوجی کی پیدا کردہ الیکٹرانک رقم ہی آج کا بڑا چیلنج نہیں ہے جس نے مستقبل کے لئے حکمت عملی وضع کرنے والوں کو خلیجان میں مبتلا کر رکھا ہے، اس سے زیادہ حکمت عملی بنانے والوں کو اس ٹیکنالوجی سے نبرد آزما ہونا ہے۔ دنیا میں اس کے ذریعہ ایک ایسی عالمگیر معیشت وجود میں آ رہی ہے جو الیکٹرانک کیش سے

باہم منسلک ہے اور ایک مکمل جال کی صورت میں پھیلتی جا رہی ہے۔ مستقبل کا چیلنج یہ ہے کہ یہ مستقبل کی ساری معاشی اور سیاسی سرگرمیوں کی نگرانی کرے گی اور عملی طور پر حکومت کا کردار اختیار کر جائے گی۔

الیکٹرانک رقم کیا ہے؟

الیکٹرانک رقم کی کئی ایک شکلیں آج کی دنیا میں موجود ہیں۔ کئی ایک بن رہی ہیں۔ اس کی تین عام اقسام اب بھی موجود ہیں۔ ان میں :

۱۔ الیکٹرانک سسٹم برائے (Debit and Credit)

۲۔ سمارٹ کارڈ اور

۳۔ ڈیجیٹل رقم جس میں کیش کی بہت سی خوبیاں موجود ہیں۔

پہلی قسم تو دنیا میں پہلے سے متعارف ہے۔ جب کوئی آدمی اپنا کارڈ استعمال کر کے کسی خدمت یا چیز کے لئے ادائیگی کرتا ہے، فنڈز اس کے اکاؤنٹ سے تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جانے پر ادائیگی کو ممکن بنا دیتا ہے۔ کمپیوٹر پروگرام الیکٹرانک بل کی ادائیگی ظاہر کرتا ہے اور اسی سے فوراً ہی ایک الیکٹرانک چیک بن جاتا ہے جسے ڈیجیٹل دستخطوں سے جاری کر دیا جاتا ہے اس چیک کو کسی کو بھی منتقل کیا جاسکتا ہے یا انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی بھی جگہ جمع کرایا جاسکتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی نے پرانے نظام کو نئے دست و بازو دے دیئے ہیں، ادائیگی کا طریقہ اور تیز ترین کر دیا ہے لیکن نظام پرانا ہی ہے۔

سمارٹ کارڈ اور ڈیجیٹل رقم نئے نظام اور طریقے ہیں ان کے اثرات بھی انقلابی ہیں۔ سمارٹ کارڈ دراصل پلاسٹک کے ایسے کارڈ ہیں جن پر ایک مائیکرو چپ (Microchip) نصب ہوتا ہے۔ ان میں سے بہت سے کارڈ اب ٹیلی فون پر ادائیگی کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ ان پر ایک خود مختار مشین جسے ATM کہتے ہیں، کے ذریعہ نوٹ منتقل کئے جاتے ہیں اور پھر یہ رقم استعمال میں لائی جاسکتی ہے۔ سمارٹ

کارڈ استعمال کرتے ہوئے آپ کو بار بار بینک کی منظوری کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہر روز کھاتہ صاف ہو جاتا ہے اور رقم تیسری پارٹی کے پاس جمع ہوتی رہتی ہے، بینک ان کارڈوں پر قرض کی صورت میں رقم منتقل کر دیتے ہیں جن کو استعمال کرنے والا کسی بھی جگہ ادا کر سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ رقم فوری طور پر بینک کے مختلف اکاؤنٹس میں منتقل ہو جائے قدر کے یونٹ مقرر ہوتے ہیں جو کارڈ سے کارڈ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

آخر کار رقم ڈیجیٹل شکل اختیار کر لیتی ہے اور اب وہ ڈالر، روپے یا پاؤنڈ کے بجائے یونٹس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہر یونٹ کی قدر (Value) مقرر ہے جس سے رقم کا اندازہ ہی نہیں، ٹھیک ٹھیک حساب رکھا جاتا ہے۔ کسی ایک اکاؤنٹ سے رقم نکالی جاسکتی ہے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اس میں جمع کرائی جاسکتی ہے۔ آپ جہاں چاہیں، جب چاہیں یہ آپ سے یہ سوال ہی نہیں کرے گی کہ آپ کس ملک کے باشندے ہیں، کون ہیں اور رقم کیوں استعمال کر رہے ہیں۔

آپ ایک ایسی دنیا کا تصور کیجئے جہاں الیکٹرانک کیش ایک حقیقت ہے، یہاں اقتصادی اور سیاسی حالات پر یہ کس طرح اثر انداز ہوگی، اس کا اندازہ یوں لگائیے کہ آپ سال ۲۰۰۵ء میں ہیں، یعنی آج سے تقریباً ”آٹھ سال آگے۔ آپ کے پاس الیکٹرانک کیش مختلف النوع صورتوں میں موجود ہے۔ یہ کیش آپ کے کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک پر ہے جو آپ نے دنیا کے مختلف حصوں سے حاصل کیا ہے۔ آپ نے کچھ رقم اینٹی گوا سے، کچھ کہیں سے اور بقیہ کسی اور ذریعہ سے لے کر یہاں رکھی ہے۔ آپ انٹرنیٹ پر کوئی خریداری کرتے ہیں، بل ادا کرتے ہیں یا اسکول میں اپنے بچے کو رقم ارسال کرتے ہیں۔ آپ صرف یونٹس منتقل کرتے ہیں اور ان کے مطابق رقم مطلوبہ جگہ پہنچ جاتی ہے۔ آپ کو صرف یہ کرنا ہے کہ کمپیوٹر کو چند ہدایات دیں، باقی کام آسان ہے۔

الیکٹرانک کیش محفوظ ہے اور اس کی تصدیق آسانی سے ہو سکتی ہے۔ حکومت

کو خبر ہی نہیں ہو سکتی کہ آپ کے پاس کس قدر سرمایہ ہے کیونکہ ایسی کوئی ٹیکنالوجی موجود نہیں جو حکومت کو یہ معلومات آپ کی مرضی کے خلاف فراہم کر سکے۔ یہ ایک اندھا کاروبار ہے اور اندھا دھند جاری ہے۔ حکومتوں کو اس نے ہلا کے رکھ دیا ہے۔ آپ اس کو بے شمار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ آپ انٹرنیٹ پر اقتصادی رپورٹ پڑھنے کے لئے ایک یا دو ڈالر ادا کرتے ہیں یا کچھ بھی کرتے ہیں، حکومت کو کچھ خبر نہیں کہ آپ کیا اور کس مالیت کے ساتھ کر رہے ہیں؟

اب یہ بات یقینی ہو رہی ہے کہ اکیسویں صدی الیکٹرانک کیش سے ہی شروع ہو گی۔ ۱۹ ویں صدی کی کرنسیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس الیکٹرانک کیش کی بے شمار اقسام آج دستیاب ہیں اور انہیں ہر جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈیجیٹل دنیا میں حکومت کیسے؟

مرکزی حکومتوں کو اس نوعیت کے کیش اور ڈیجیٹل رقم نے بہت سے مسائل سے دوچار کر دیا ہے حکومتوں کو معیشت پر کنٹرول میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ حکومت کا کردار ایسے ممالک میں صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ منڈی کی معیشت کو لبرل انداز میں تقویت دے۔ ان ممالک کے درمیان سرحدیں بے معنی ہو گئی ہیں اور ان کو دوبارہ معنی دینے کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے کہ روایتی معیشت کو ایک طرح سے روک دیا گیا ہے اور ایک عالمگیر معیشت فروغ پا رہی ہے۔ ڈیجیٹل دنیا نے جو مسائل پیدا کئے ہیں ان کو حکومتیں اس نظر سے دیکھتی ہیں جو ذیل میں دیئے گئے حالات سے واضح ہوتی ہے۔

۱۔ کیا کسی ملک کا مرکزی بینک اس قابل ہے کہ وہ رقم کی رسد میں پیداواری شرح اور اس کے ساز کو کنٹرول کر سکے؟ نجی کرنسیوں کے آنے سے مرکزی بینکوں کے لئے کنٹرول حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ بعض حالتوں میں وہ اس کی مقدار یا نوعیت کا تعین بھی نہیں کر سکیں گے کہ آیا یہ رقم ڈالروں میں ہے یا پائونڈز میں ہے

اور کتنی ہے۔ گویا وہ مالیاتی اندازے نہیں لگا سکیں گے۔ ان میں سے بہت سی رقم ریاست کے قواعد سے بھی آزاد ہو جائے گی۔

۲۔ کیا فارن کرنسی کا کوئی کردار باقی رہ جائے گا؟

جب کرنسی کو سرحدوں سے باہر بہت آسانی سے منتقل کیا جاسکتا ہے تو پھر فارن کرنسی کا کردار بھی اسی اعتبار سے کم ہو جائے گا۔ اب تک جو معاملات صرف مرکزی بینک تک محدود ہیں وہ کمپیوٹر کے ذریعہ اس سے آزاد ہو جائیں گے۔ اب فارن کرنسی کے استعمال کے لئے سرکاری اجازت کی ضرورت نہیں رہے گی۔

۳۔ اقتصادی اداروں کو کون چلائے گا؟

امریکہ کے محکمہ خزانہ کو اب تک یہ یقین نہیں ہے کہ مروجہ قواعد و ضوابط کام کر سکیں گے جن کے ذریعہ بینکوں اور دیگر مالیاتی اداروں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اگر ایک کارڈ ختم ہو جاتا ہے تو گاہک اور تاجر کے مفادات کا تحفظ کون کرے گا؟ یہ ایسے معاملات ہیں جن کے بارے میں ابھی صورت حال واضح نہیں ہے۔

۴۔ کیا قومی آمدنی کے اعداد و شمار درست قرار دیئے جاسکیں گے؟

جب الیکٹرانک کیش کے ذریعہ کام ہو رہا ہو تو یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ درست اعداد و شمار کیا ہیں۔ ادائیگی کے لئے کیا طریقہ استعمال کیا گیا ہے، ان حالات میں سرحدوں کے آر پار معاملات آسانی سے طے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے قومی آمدنی کے درست اعداد و شمار رکھنا بھی ناممکن ہوتا نظر آ رہا ہے۔

۵۔ ٹیکس جمع کرنے کے لئے کیا کرنا ہو گا؟

الیکٹرانک کیش کی وجہ سے ٹیکس چوری روکنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ جب آسانی سے سرحدوں کے آر پار بہت بڑی رقم چند ہی ساعتوں میں منتقل ہو جائے گی تو ٹیکس کے قابل رقم کا تعین ہی نہیں ہو پائے گا۔ ان حالات میں سیلز ٹیکس یا انکم ٹیکس جمع کرنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا۔

۶۔ کیا امیر اور غریب کا فرق مزید بڑھ جائے گا؟

اس سوال کا جواب نفی میں ہرگز نہیں ہے۔ کمپیوٹر بنیادی کردار ادا کرے گا۔ جو کمپیوٹر استعمال نہیں کرے گا وہ غریب سے غریب تر ہوتا جائے گا۔
۷۔ کیا اس سے فراڈ اور ناجائز دولت میں اضافہ ہوگا؟

یہ دونوں معاملے اپنی انتہا کو چھو لیں گے۔ قانون کو کام کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہیں مل سکے گا۔ رقم کہاں سے آئی اور کہاں گئی، کوئی نہیں بتا سکے گا۔ انفارمیشن ہائی وے پر قومی ریاستوں کی سرحدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ اب بڑا خطرہ یہ ہے کہ الیکٹرانک تجارت سے یہ تعین کرنا مشکل ہو جائے گا کہ سرمایہ پیدا کرنے والا کام کہاں ہو رہا ہے اور اسے کس طرح تلاش کیا جائے۔ الیکٹرانک تجارت تو کمپیوٹر کی دنیا میں ہو رہی ہے اسے کاغذ پر گراف میں تلاش کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ڈیجیٹل معیشت میں یہ کام مزید ناممکن ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے مروجہ قواعد و ضوابط بھی بے اثر ہوتے جا رہے ہیں۔

جغرافیائی حاکمیت اعلیٰ، سرحدات اور قومی و عالمی معاملات اس صورت حال سے خطرے کی زد میں ہیں ہزاروں لاکھوں کمپیوٹر آج کی جدید مارکیٹ کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ پھر کیا کیا جائے؟ کون سا طریقہ بہتر ہے؟ ڈیجیٹل معیشت دنیا بھر میں ابھر رہی ہے۔ اس سے پیدا ہونے والے مسائل کو سب سے پہلے سمجھنا ہوگا کیونکہ مسائل جانے بغیر ان کا حل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ مستقبل کا نقشہ کیا بنے والا ہے؟ اس سوال کا جواب آج تلاش کرنا ہے۔ اس کے لئے وسیع ترین سطح پر عالمی تعاون درکار ہے۔ حکومتوں اور ان کے مرکزی بینکوں میں بہت قریبی رابطوں کی ضرورت پڑے گی۔ قواعد و ضوابط کو عالمی سطح پر ایک جیسا کرنا پڑے گا تاکہ ایسے اداروں پر کنٹرول آ سکے جو الیکٹرانک کیش پیدا کر رہے ہیں۔ اس سے مسئلہ حل تو نہیں ہو گا تاہم حل کی سمت پیش رفت ضرور ہوگی۔

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں مفتیان سعودی عرب کی رائے

کریڈٹ کارڈ کے بارے میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ نائب مفتی مملکت سعودی عرب کہتے ہیں۔

کریڈٹ کارڈ دو طرح کے ہیں

۱۔ قرض میا کرنے والے کارڈ، یعنی جب کارڈ ہولڈر کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم نہ ہو جتنی رقم اس نے خریداری پر صرف کی اور کارڈ کے ذریعہ مال خریدا، تو اس نے گویا قرض لیا اور یہ ایسا قرض ہے جس پر منافع (سود) لیا جاتا ہے، مثلاً اگر کارڈ ہولڈر نے تیس ہزار ریال کارڈ کے ذریعہ حاصل کئے ہوں اور اس کے اکاؤنٹ میں سوائے دس پندرہ ہزار ریال کے رقم نہ ہو تو اس نے باقی رقم قرض لی جو کہ سود پر ہے کیونکہ اس کی جمع شدہ رقم کافی نہ تھی لہذا اس نے جمع شدہ سرمایہ سے زیادہ سرمایہ حاصل کیا، اس سرمایہ پر بینک اس سے سود وصول کرے گا کیونکہ اصول یہ ہے کہ اگر مدت مقررہ کے اندر اندر ادائیگی نہ کی جائے یا مقررہ حد مال سے زیادہ مال کارڈ پر حاصل کیا جائے تو بینک والے سود لگاتے ہیں اور یہ سود بھی سود مرکب ہوتا ہے جتنی تاخیر ادائیگی میں ہوگی اتنا ہی سود بڑھتا چلا جائے گا۔ اس طرح کا معاملہ درست نہیں۔

اور اگر اس کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ہو جتنی اس نے کارڈ کے ذریعہ نکلوائی یا خرچ کی اور کارڈ صرف اس لئے لے رکھا ہے کہ اس کے ذریعہ رقم نکلوا سکے اور بینک کو سود دینے کی نیت نہیں اور نہ ہی خود سودی معاملہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے تو ایسی صورت میں کارڈ کا حصول عام بات ہے۔

(مجلہ الدعوة، شمارہ ۱۴۰۸، ریاض، ستمبر ۱۹۹۷ء)

الشیخ محمد بن عثیمین کہتے ہیں

ایسے کارڈ جو لوگ اپنے سامان و ضروریات کی خریداری کے لئے استعمال کرتے ہیں اور نقد ادائیگی کی بجائے ان کے ذریعہ ادائیگی کرتے ہیں مگر اس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ اگر کارڈ ہولڈر مدت مقررہ کے اندر اندر ادائیگی نہ کرے تو اس سے ایک خاص نسبت سے زائد رقم وصول کی جاتی ہے، تو اس طرح کا معاملہ سودی اور ناجائز ہے۔

اگر کوئی شخص یہ ضمانت دے کہ وہ مدت مقررہ کے اندر اندر ادائیگی کر دیا کرے گا تو کیا اس طرح کارڈ کا استعمال جائز ہو گا؟

اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا، کوئی شخص قبل از وقت کسی چیز کی ضمانت نہیں دے سکتا کیونکہ ممکن ہے اس کا سارا مال ہی جل کر ختم ہو جائے۔ اس طرح ضمانت پر کارڈ حاصل کرنا حرام ہے۔

س۔ ان سے پوچھا گیا کہ ”ان کارڈوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو سروسز کارڈ کہلاتے ہیں جیسے ”امریکن ایکسپریس کارڈ“ ان میں کوئی سودی شرط نہیں ہوتی لیکن اگر کارڈ ہولڈر رقم ادا کرنے میں تاخیر کر دے تو اس سے جرمانہ کے طور پر کچھ رقم لی جاتی ہے اور امریکہ میں تو اس کے علاوہ گاڑی کرایہ پر لینا یا ہوٹل میں قیام کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ وہاں نقد رقم قبول نہیں کی جاتی بلکہ کارڈ ہی قبول کئے جاتے ہیں۔

ج۔ مجھے اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ میں اس میں کوئی حکم شرعی تو بیان نہیں کر رہا ہوں مگر یہ حرام کے قریب ہے۔

س۔ کیا مذکورہ بالا صورت میں کوئی سود ہے؟

ج۔ ہاں! کیونکہ ایک سو ڈالر آپ کو دیکر وہ آپ سے ایک سو بیس ڈالر اگر لیں تو یہ سود ہے اور وہ براہ راست نہیں لیتے بلکہ وقت مقررہ پر عدم ادائیگی کی صورت میں لیتے ہیں۔

اور وہ کوئی طے شدہ رقم نہیں لیتے بلکہ وہ آپ سے رقم کی وصولی کی اجرت لیتے ہیں کیونکہ آپ سے رقم وصول کرنے کا کام وہ کسی کمپنی کے سپرد کرتے ہیں جو آپ سے رقم وصول کر کے انہیں پہنچاتی ہے۔ یہ کسی حد تک جائز ہے بشرطیکہ کارڈ لیتے وقت کوئی ادائیگی نہ کرنا پڑے۔

س۔ ایک کارڈ ہے جو کوئی بھی شخص پچاس ڈالر کے عوض حاصل کر سکتا ہے اس کارڈ کے ذریعہ آپ کو کئی قسم کی خدمات (Services) مل سکتی ہیں مثلاً ایئر لائن کے کسی بھی جہاز میں سفر کرنے کے لئے تحفظ نشست یا گاڑی کا کرایہ پر حصول اور بسا اوقات کرایہ پر لی گئی گاڑی کی انشورنس وغیرہ۔ اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج۔ میں اس میں کسی شرعی حکم کی وضاحت تو نہیں کر رہا تاہم اس میں بھی حرام کے قریب قریب ہی معاملہ ہے۔

س۔ بعض بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹل اسٹور ممبر شپ جاری کرتے ہیں اور اپنے ممبرز کو عام نرخوں سے کم پر سامان دیتے ہیں، جبکہ وہ ممبر بننے کی یکمشت کچھ فیس لیتے ہیں مثلاً دس بیس ڈالر جو کہ ایک کارڈ کی فیس ہے اور پھر وہ وقتاً فوقتاً اپنے ممبرز کو بذریعہ ڈاک اسٹور پر آنے والے نئے نئے سامان اور اشیاء کے بارے میں مطلع کرتے رہتے ہیں اور ڈاک خرچ بھی انہی کے ذمہ ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

(بکریہ : مجلہ الدعوة الریاض، شمارہ ۱۶۰۸، ستمبر ۱۹۹۷ء)

شیخ صالح الفوزان کہتے ہیں

بعض کمپنیاں کچھ اس طرح کے کارڈ جاری کرتی ہیں کہ جن کے ساتھ ایک کانڈیا ایک کتابچہ ایسا ہوتا ہے جس میں بعض مخصوص دکانوں اور تجارتی مراکز کے نام و پتے لکھے ہوتے ہیں، کارڈ ہولڈر اگر ان دکانوں سے سامان خریدے گا تو اسے رعایتی نرخوں پر سامان ملے گا۔ اگرچہ اس قسم کے کارڈ کے حصول کے لئے کوئی مخصوص رقم ادا نہ کرنی پڑے، جب بھی اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ اس میں دوسروں کے اموال باطل طریقے سے کھانے کا پہلو موجود ہے کہ اس سے دیگر دکانداروں کو نقصان پہنچتا ہے کیونکہ کارڈ ہولڈرز پھر عام دکانوں پر نہیں جائیں گے جس سے ان دکانداروں کا استحقاق مجروح ہو گا۔ اس طرح کارڈ جاری کرنے والوں نے گویا عام دکانداروں کے گاہک روک دیئے اور انہیں مخصوص دکانوں کی راہ دکھائی۔

اور اگر کارڈ حاصل کرنے کی کوئی فیس ہو تو پھر تو اور بھی ناجائز ہے کہ اس میں ربا (سود) ہے کیونکہ کوئی شخص اسی لئے کارڈ کی فیس ادا کرے گا کہ اسے اس فیس کے مقابل زیادہ فوائد حاصل ہوں۔

(بحوالہ مجلہ الدعوة الریاض، شمارہ ۱۶۱۸، نومبر ۱۹۹۷ء)

فتویٰ اللجنة الدائمہ للبحوث العلمیہ والافتاء۔ الریاض

(فتویٰ نمبر ۱۷۶۱۱ تا رنخ ۱/۲/۱۴۲۶ھ)

سوال : آج کل لوگوں میں ”ویزا سامبا کارڈ“ کا چل چلاؤ ہے جو کہ ”بینک السعودی الامریکی“ کا جاری کردہ ہے اس کارڈ کی فیس گولڈن کارڈ کی ۴۸۵ ریال ہے جبکہ سلور کارڈ کی فیس ۲۴۵ ریال ہے، یہ فیس سال میں (ایک بار کارڈ حاصل کرنے والے کو) ادا کرنا ہوتی ہے تاکہ وہ کارڈ سے استفادہ کر سکے اور یہ سالانہ فیس (ممبر شپ) ہے۔

اس کارڈ کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ کارڈ ہولڈر نے جس بینک سے کارڈ لیا ہے وہ اس بینک کی کسی بھی شاخ سے جب چاہے بطور قرض رقم نکلا سکتا ہے اور ۵۵ روز کے اندر اندر اسے یہ رقم (اتنی ہی) واپس کرنی ہوتی ہے اگر وہ مدت مقررہ کے اندر اندر یہ رقم نہ جمع کرائے تو بینک اس سے نکلائی گئی رقم پر کچھ فی صد اضافی رقم بطور فائدہ کے لیتا ہے جو کہ ۹۵ فی صد ہے۔ اسی طرح بینک کارڈ حاصل کرنے والے شخص سے ۳۵ فی صد کمیشن ہر بار نکلائی جانے والی رقم پر وصول کرتا ہے یا ہر بار رقم نکلانے پر یکمشت ۴۵ ریال (زیادہ سے زیادہ) لیتا ہے۔

کارڈ حاصل کرنے والا شخص اس کارڈ کے توسط سے مراکز تجارت و دکانوں سے مال خرید سکتا ہے اور اسے کوئی نقد ادائیگی نہیں کرنا ہوتی بلکہ خریداری کی رقم اس کے ذمہ بینک کے توسط سے قرض ہوتی ہے۔ وہ شخص اگر خریدے ہوئے سامان کی قیمت ۵۴ دن کے اندر اندر بینک میں جمع نہ کرائے تو اس سے خریدے گئے سامان کی

کل قیمت پر ۱۷۹۵ ریال فی سو ریال کے حساب سے فوائد (نفع یا سود) وصول کیا جاتا ہے۔

اس طرح کے کارڈ کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟ اور بینک سے اس قسم کے کارڈ کے حصول کے لئے سالانہ ممبر شپ لینے اور کارڈ سے استفادہ کی سہولت لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب : اس سوال پر تفصیلی غور و خوض کے بعد اللجنة الدائمہ نے مندرجہ ذیل جواب (فتویٰ) دیا۔

”اگر ”سامبا ویزا کارڈ“ کی نوعیت یہی ہے جو بیان کی گئی تو یہ سود خوروں کی ایک نئی اسکیم ہے جو لوگوں کے اموال یا بطل طریقے سے کھانے کے لئے اختراع کی گئی ہے اور لوگوں کو گناہ میں ملوث کرنے کی نئی چال ہے۔ یہ شریعت مطہرہ میں مذکور ربا جہلی سے مختلف نہیں جو اس طرح ہوتا تھا کہ مقروض سے کہا جاتا ”یا تو قرض کی رقم واپس کرو یا اس پر اضافہ قبول کرو۔“

چنانچہ اس قسم کے کارڈ کا اجراء اور اس کا استعمال جائز نہیں۔

و باللہ التوفیق۔ و صلی اللہ علی نبینا محمد والہ و صحبہ وسلم

.....

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمیہ والافتاء)

(ماخوذ از کتاب بقاء الائتمانی ص ۶۷)

گولڈن اور سلور کارڈ کے بارے میں سعودی عرب کی مستقل فتویٰ کونسل کا فتویٰ

(فتویٰ نمبر ۱۷۲۸۹ بتاریخ ۱۳/۱۰/۱۴۱۵ھ)

تبوک کے فوجی ہوائی اڈے پر کام کرنے والے بعض لوگوں کے استفسار پر
کونسل نے کہا:

”گولڈن کارڈ اور سلور کارڈ اپنی شرائط مذکورہ کے ساتھ سودی
کارڈ ہیں جن کا جاری کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ
ایسے قرض کے لئے ہیں جو نفع پر (سود پر) دیا جاتا ہے اور یہ سود
ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ ایسے کارڈ کا استعمال گناہ کے کام
میں تعاون کے زمرے میں آئے گا۔ وباللہ التوفیق۔

(اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء)

(ماخوذ از: کتاب بطاقہ الائتمان ص ۷۱)

مدینہ النبی (مدینہ منورہ) کے الشیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید کہتے ہیں

تمام قسم کے کریڈٹ کارڈز، خواہ وہ امریکن ایکسپریس کے ہوں، ماسٹر کارڈ ہوں، یا کوئی اور سب کے سب ایک سودی معاہدہ کے تحت جاری ہوتے ہیں جو کریڈٹ کارڈ کے خوبصورت نام میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کارڈوں کے تمام فریق (تین ہوں یا چار) سب کے سب ایک ایسے معاہدے کے شریک ہیں جو تعاون علی الاثم والعدوان اور سود خوری کے زمرہ میں آتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے **و ان یریدوا خیانتک فقد خانوا اللہ من قبل** (یعنی وہ تمہیں دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور انہوں نے اس سے پہلے بھی اللہ کے معاملہ میں دھوکہ (خیانت) سے کام لیا۔) اس اقتصادی معاملہ میں پہلے تو ان لوگوں نے اللہ سے خیانت کی تھی اعلانیہ سودی کاروبار کے ذریعہ جبکہ اب اسے ”کریڈٹ کارڈ“ کا لبادہ اوڑھا کر خیانت کر رہے ہیں اور دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حرمت کو پامال کر رہے ہیں اور حرام کا ارتکاب کر کے خود کو اللہ کے غضب و عذاب کا مستحق ٹھہرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر اپنا غضب اور لعنت اس وقت فرمائی جب انہوں نے حرام کو حلال ٹھہرانا شروع کر دیا اور جیل و حجت سے حرام کو حلال بنا لیا۔ ارشاد باری ہے۔

فبما نقضهم ميثاقهم لعناهم و جعلنا قلوبهم قاسية
يعرفون الکلم عن مواضعه و نسوا حظا مما ذکروا به
ولا تزال تطلع علی خائنه منهم۔

(تو ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ اللہ کے کلام کو اپنی اصلی جگہ سے بدل دیتے ہیں اور انہوں نے اس کا بڑا حصہ

بھلا دیا جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ آپ ان کی
خیانت پر ہمیشہ آگاہ ہوتے رہیں گے)

اس طرح کی صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بینک اور خدمات مہیا کرنے
والے اداروں کا اندرونی نظام کوئی رکاوٹ نہ ڈالتا ہو تو علماء شریعت کے فتویٰ و
اجازت سے ایک ایسا کارڈ جاری کیا جائے جو غیر سودی ہو اور انسانی ضروریات پوری
کرنے کے لائق ہو۔ اس سے اہل اسلام کے اقتصادی معاملات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے
اور اس کارڈ کے شر اور مفاسد سے بچایا جاسکتا ہے جس کا استعمال باعث ارتکاب
حرام ہے۔ چاہئے کہ سودی نظام کے تحت جاری ہونے والے کارڈ کے حصول و
استعمال سے اجتناب کیا جائے۔

بکر بن عبداللہ ابو زید

مدینہ النبی (ﷺ)

۱۴۲۲/۳/۲۵ھ

(ماخوذ اکتاب بطاۃ الانتعان ص ۶۲، ۶۳)

موسمہ الرسالہ، بیروت

بسم الله الرحمن الرحيم

الرئيس
الشيخ
الرفقات

المملكة العربية السعودية

(لجنة دارة البحوث العلمية والإفتاء)

الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

فتوى رقم (٨٩ ٧٩) وتاريخ ١٤١٥/١٠/١٩هـ.

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده . . وبعد :

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء على ماورد إلى سماحة المفتي العام من/فضيلة رئيس محاكم منطقة تبوك برقم (٢٥٩١) وتاريخ ١٤١٥/٧/١١هـ. ومشفوعه الاستفتاء المقدم من الأخوة العاملين في الشؤون الدينية بالقاعدة الجوية بتبوك . والمحال إلى اللجنة من الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء برقم (٣٠٧٧) وتاريخ ١٤١٥/٧/١٨هـ. الذي جاء فيه مانصه : (أرفع لسماحتكم بطيه السؤال الذي ورد إلينا من الأخوة العاملين في القاعدة الجوية بتبوك في الشؤون الدينية ويرغبون من سماحتكم الإجابة عليه لأنه مماكثر الخوض فيه وأخذ به كثير من الناس وحتى تكون الفتوى منهية لكثير من الاشكالات . .)

ونص السؤال : (ماحكم مايسمى بالبطاقة الذهبية والبطاقة الفضية ، والتي تبيعها البنوك للمواطنين ولو لم يكن لهم فيها حسابات . والفائدة منها بالنسبة للمواطن أن يقترض بموجبها مبلغاً من هذا البنك الذي باعه هذه البطاقة على أن يرد هذا المبلغ خلال أربعين يوماً من تاريخ القرض . فإذا تأخر عن هذه المدة فإن البنك يأخذ نسبة بسيطه مقابل التأخير وكلما تأخر كلما زادت النسبة . وبعض الناس يشتري أكثر من بطاقة فيأخذ من هذا البنك وقبل نهاية المدة التي بعدها يستحقون الزيادة يأخذ من البنك الآخر ويعطي هذا البنك وهكذا يفعل حتى لا يدفع هذه النسبة . فسارأي سماحتكم في هاتين المسألتين .)

وبعد دراسة اللجنة للاستفتاء أجابت بمايلي :

البطاقة الفضية أو الذهبية على الشرط المذكور بطاقة ربوية لا يجوز إصدارها ولا العمل بها لاشتمالها على قرض جر نفعا وهذا ربا محرم والتعامل بها من التعاون على الإثم والعدوان وبالله التوفيق . وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم
اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء .

الرئيس



عبدالعزیز بن عبد الله بن باز

عضو



عبدالله بن عبد الرحمن الغديان

عضو



صالح بن فوزان الفوزان

عضو



عبدالعزیز بن عبد الله بن محمد آل الشيخ

عضو



بكر بن عبد الله أبو زيد

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقم

التاريخ

الملاحظات

المملكة العربية السعودية

رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء.

الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

فتوى رقم (١٧٦١١) وتاريخ ١٨/١/١٤١٦ هـ.

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده . . . وبعد :

فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء على ماورد إلى سماحة المفتي العام من فضيلة رئيس جهاز الارشاد والتوجيه بالحرس الوطني الشيخ ابراهيم بن محمد أبو عيابة والمجال إلى اللجنة من الامانة العامة لهيئة كبار العلماء برقم (٣٣٧) وتاريخ ١٤١٦/١/٢٠ هـ وقد سأل المستفتي سؤالا هذا نصه : (يتداول بين الناس في الوقت الحاضر بطاقة (فيزا) سامبا صادرة من البنك السعودي الأمريكي، وقيمة هذه البطاقة اذا كانت ذهبية (٤٨٥) ريالا واذا كانت فضية (٢٤٥) ريالا تسدد هذه القيمة سنويا للبنك لمن يحمل بطاقة فيزا للاستفادة منها - كاشتراك سنوي .

وطريقة استعمال هذه البطاقة أنه يحق لمن يحمل هذه البطاقة أن يسحب من فروع البنك المبلغ الذي يريده (سلفه) ويسدد بنفس القيمة خلال مدة لا تتجاوز أربعة وخمسين يوما واذا لم يسدد المبلغ المسحوب (السلفة) خلال الفترة المحددة . يأخذ البنك عن كل مائة ريال من (السلفة) المبلغ المسحوب . فوائد قيمتها ريالا وخمس وتسعين هللة (١٠٩٥) كما أن البنك يأخذ عن كل عملية سحب نقدي لحامل البطاقة (٣٠٥) ريال عن كل (١٠٠) ريال تسحب منهم أو يأخذون (٤٥) ريالا كحد أدنى عن كل عملية سحب نقدي .

ويحق لمن يحمل هذه البطاقة شراء البضائع من المحلات التجارية التي يتعامل معها البنك دون أن يدفع مالا نقديا وتكون سلفة عليه للبنك . واذا تأخر عن سداد قيمة الذي اشتراه اربعة وخمسين يوما يأخذون على حامل البطاقة عن كل مائة ريال من قيمة البضاعة المشتراة من المحلات التجارية التي يتعامل معها البنك فوائد قيمتها ريالا وخمس وتسعين هللة (١٠٩٥) .

بسم الله الرحمن الرحيم

الرقم :

المملكة العربية السعودية

التاريخ :

رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء.

المرقات :

الأمانة العامة لهيئة كبار العلماء

(٢)

تابع الفتوى رقم (١٦٦١١) وتاريخ ١٤١٦ / ٨ / ٣٧ هـ.

فماحكم استعمال هذه البطاقة والاشتراك السنوى مع هذا البنك للاستفادة من هذه البطاقة . والله يحفظكم ويرعاكم . () .

وبعد دراسة اللجنة للاستفتاء أجابت بمايلي : اذا كان حال بطاقة : « سامبا فيزا » كما ذكر فهو إصدار جديد من أعمال المرابين وأكل لأموال الناس بالباطل وتأييدهم وتلوّث مكاسيهم وتعاملهم وهو لا يخرج عن حكم ربا الجاهلية المحرم فى الشرع المظهر : « إما أن تقضى وإما أن تبرى » . لهذا فلا يجوز إصدار هذه البطاقة ولا التعامل بها . وبالله التوفيق .

وصلّى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم . . .

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

الرئيس

عضو

عبدالعزیز بن عبد الله بن باز

عبدالله بن عبد الرحمن الغديان

عضو

عضو

عضو

صالح بن فوزان الفوزان

عبدالعزیز بن عبد الله بن محمد آل الشيخ

سکر بن عبد الله أبو زید

مصادر ومراجع

- ١- بطاقة الائتمان- تحرير بكر بن عبد الله ابو زيد، موسسه الرساله- بيروت، لبنان-
 - ٢- بطاقة الائتمان- تحرير محمد علي القرني بن عيد-
 - ٣- بطاقة الائتمان و تكليفها الشرعي، تحرير عبد الستار ابو غده، مجله الاقتصاد الاسلامي، دبي، الامارات العربيه-
 - ٤- بحث عن بطاقات الائتمان- دراسه شرعيه عمليه موجزه، تحرير رفيع مصري، مجمع الفقه جده-
 - ٥- بحث عن بطاقات الائتمان المدنيه، ترتيب، بيت التحويل الكويتي-
 - ٦- بيع الاسم اور هنا جائز شرعا، تحرير لطفي نصر، مجله الهدايه، البحرين-
 - ٧- فتاوى الجوامع الفقيهيه، مجله البحوث الفقيهيه المعاصره
 - ٨- بنك و بي الاسلامي يقدم لعملائه بطاقه فيزا، مجله الاقتصاد الاسلامي، الامارات العربيه-
 - ٩- بطاقات الائتمان، تليف حسن الجواهري، جده-
 - ١٠- الرباء والادوات المتديه المعاصره، تحرير محمد بن عبد الله الشباني، مجله البيان، برطانيه ١٩٩٦ء اگست-
 - ١١- بطاقات الائتمان، تحرير محمد علي تسيحي، مجله مجمع الفقه الاسلامي، ١٩٩٣/٢
 - ١٢- فقه اليسوع المنسي عنها مع تطبيقاتها الحديثه في المصارف الاسلامي، تليف پروفيسر داکتر احمد ريان، جده ١٩٩٥ء-
 - ١٣- الجعاليه والاستصناع، تليف داکتر شوقي احمد دنيا، مکرمه ١٩٩٠ء
 - ١٤- مفهوم التحويل في الاقتصاد الاسلامي، تليف داکتر منذر قحط، جده ١٩٩١ء
 - ١٥- المؤسسات المتخصصه في تقديم الائتمان للمطالعات، تليف طاهر مرسي، عليه-
- القاهره ١٩٧٧ء-

- ۱۶۔ دور عرض النقد والتسهيلات الائتمانية في الاقتصاد الاردني، تحرير احمد ابراهيم ملاوي عبد الهادي، يرموك اردن ۱۹۸۹ء۔
- ۱۷۔ تقسيم مخاطر الائتمان في البنوك التجارية في الاردن۔ ترتيب، علي سليمان الشلي، جامعة اردن، عمان، اردن ۱۹۹۶ء
- ۱۸۔ النقود والائتمان، تحرير، حسي عمر، دار المعارف، القاهرة۔
- ۱۹۔ المخطيعة النقدية في التشريع السوري، تاليف زهير الموصلي۔ الجامعة السورية، دمشق۔
- ۲۰۔ اساءة الائتمان، تاليف سيد حسن البغال، دار الفكر الجديد القاهرة۔
- ۲۱۔ رساله التقريب، مقال حسن الجواهري، عدد ۶، ۱۳۱۵ھ، ايران۔
- ۲۲۔ PLASTIC MONEY SYSTEM.

راولپنڈی میں ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی کے مدیران
محمد صحبت خان کوہاٹی اور ڈاکٹر نور احمد شاہتاز
کی تالیفات کے لئے درج ذیل پتہ پر رجوع کیجئے

سکٹپیک سنڈیاڈپیک، بوہڑ بازار، راولپنڈی۔ فون : 552781

مولف کی دیگر تالیفات

امام و خطیب کی شرعی و معاشرتی حیثیت:

اس میں موجودہ دور میں ائمہ و خطباء کی معاشرتی حیثیت، معاشرہ میں ان کے مقام، ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور بعض ائمہ مساجد میں پائی جانے والی خامیوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ امام و خطیب فی زمانہ کیسے ہیں اور درحقیقت کیسے ہونے چاہئیں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مساجد کمیٹیوں اور ائمہ کے باہمی تعلقات و نزاعات کے حوالہ سے صورتحال کی منظر کشی کی گئی ہے۔

یہ کتاب ہر امام و خطیب اور مسجد کمیٹی کے اراکین کو خاص طور پر پڑھنی چاہئے۔ عوام کے لئے بھی اس میں دلچسپی کا خاصا مواد ہے۔ (قیمت صرف =/۶۰ روپے)

کاغذی کرنسی:

اس کتاب میں کرنسی نوٹوں سے قبل لین دین کے نظام کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے اور پھر کرنسی نوٹوں کی موجودہ عرفی حیثیت پر نقیص تحقیق پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب دراصل بعض اضافات کے ساتھ عربی کی ایک کتاب کا اردو ایڈیشن ہے۔ (قیمت =/۸۰ روپے)

مختصر نصاب سیرت:

بچوں کے لئے سیرت نبویؐ کے درخشاں ابواب سوال و جواب کی صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔ دینی معلومات میں اضافہ اور کوئیز مقابلوں میں حصہ لینے والوں کے لئے نہایت مفید کتابچہ ہے۔

مفتی کون؟ فتویٰ کس سے لیں؟

منصب مفتی کے وقار و احترام اور گلی گلی محلے محلے میں برساتی مینڈکوں کی طرح پیدا ہونے والے مفت کے مفتیوں کے لئے یہ رسالہ ایک نازیبا نہ ہے اور عوام کو مفتی کی اصل حقیقت اس کے لئے درکار علم اور فتویٰ نویسی کی شرائط و احکامات کا نہایت مدلل علمی تذکرہ ہے، کسی بھی دینی مسئلہ میں فتویٰ حاصل کرنے سے قبل اس کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

تاریخ نفاذ حدود:

شرعی حدود کے نفاذ کی عہد بعد تاریخ اور پاکستان میں ان کے نفاذ کا امکانی جائزہ اس کتاب کا موضوع ہے۔ تمدن ہائے قدیم اور شرائع سابقہ میں جرائم حدود کی سزاؤں کے نفاذ پر نفیس تحقیق اور تقابلی مطالعہ ہے۔ عہد رسالت سے موجودہ دور کی اسلامی حکومتوں تک کے نظام جرم و سزا پر بحث اور ان تمام ادوار میں نفاذ حدود کی صورتحال کا و قیح تجزیہ ہے۔ عہد ضیاء الحق کے نفاذ حدود کا جائزہ اور حدود نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر ایک تنقیدی نظر کے علاوہ نفاذ حدود کو کامیاب بنانے کے لئے مفید تجاویز شامل کتاب ہیں۔ موضوع کے اعتبار سے یہ عرب و عجم میں اپنی نوعیت کی پہلی مرتب و مدون کتاب ہے۔ چودہ سو سالہ تاریخ کو کھنگال کر نفاذ حدود کی تاریخ مرتب کی گئی ہے۔

کلوننگ کی شرعی حیثیت:

کلوننگ یا امتنساخ اس صدی کا ایک جدید سائنسی کارنامہ ہے، ڈوئی کی پیدائش نے جینیاتی انجینئرنگ کو ایک نیا رخ دیا ہے اور اب انسانی کلوننگ کی بات زبان زد خاص و عام ہے۔ دینی حلقوں میں انسانی کلوننگ کے حوالہ سے پائی جانے والی تشویش بذات خود ایک اہم معاملہ ہے، مسلم اور غیر مسلم ثقافت و تمدن ایک بار پھر آنے سامنے ہیں، اخلاقی قدروں کا معیار ایک مسئلہ بن کر ابھرا ہے۔ اس موضوع پر پاکستان میں یہ پہلا مجموعہ مقالات ہے جس نے اردو زبان میں کلوننگ کا بھرپور تعارف پیش کرنے کے علاوہ کلوننگ کے فوائد و نقصانات اور انسانی کلوننگ کے مضمرات و شرعی حیثیت پر کھل کر بحث کی ہے۔ عالم اسلام کے موقف کو نمایاں طور پر پیش کیا ہے اور مسلم فکر کی عکاسی کی ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی۔

فصلی سنا اردو بازار، کراچی

عمدہ لکھائی	_____	بہترین چھپائی
مسودہ و تبجہ	_____	کتاب لیجے
جمیٹل پرائیڈ		
ناظم آباد نمبر ۲ فون: 6608017		

موضوع کا اعتبار سے
دنیا بھر میں پہلی اور سب سے مفید کتاب

تاریخ نفاذِ حدیث

حدیثِ زنا — حدیثِ قذف — حدیثِ رابہ

حدیثِ سرقة — حدیثِ شربِ خمر

مصنف قدس سرہ

نور احمد شاہ تہتاز

إِنشَاءً (اللہ عظیم رب المیزان) ام پر آ رہی ہے

تخل فرماتے، دہو زیب اشاعت



ناشر فضلی سٹور (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اردو بازار کراچی

حکیم موضوعات پر نئی کتابیں

جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاہ صاحب کی درج ذیل کتب و رسائل

ہمارے ہاں دستیاب ہیں۔

۱۔ تاریخ نفاذ حدود ۲۔ کاغذی کرنسی کی شرعی حیثیت

۳۔ کریڈٹ کارڈ (تاریخ، تعارف، شرعی حیثیت)

۴۔ کلوننگ (تعارف، امکانات، خدشات، شرعی نقطہ نظر

۵۔ امام و خطیب کی شرعی و معاشرتی حیثیت

۶۔ مختصر نصاب قرآن ۷۔ مختصر نصاب حدیث

۸۔ مختصر نصاب فقہ ۹۔ مختصر نصاب سیرت

۱۰۔ بشری علوم کی ترویج میں کمپیوٹر کا کردار ۱۱۔ مفتی کون؟ فتویٰ کس سے لیں؟

۱۲۔ روزہ رکھئے مگر! ۱۳۔ قربانی کیسے کریں؟

۱۴۔ چند فقہی معاملات و مسائل کی شرعی حیثیت

۱۵۔ بنکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کوٹنی کی شرعی حیثیت ۱۶۔ انڈیکس شرح صحیح مسلم

۱۷۔ وحدت ادیان ۱۸۔ انگلش میں سیرت النبی ﷺ (سوالا جوابا)

۱۹۔ لوگ کیا کہیں گے؟ ۲۰۔ شیراز کے کاروبار کی شرعی حیثیت

۲۱۔ کڑوی روٹی ۲۲۔ یہود و نصاریٰ ہمارے دوست نہیں ہو سکتے

۲۳۔ صلیبی جنگیں کل اور آج ۲۴۔ چند منتخب مباحث علوم القرآن (برائے طلباء ایم اے)



فریدی بک سنٹر اردو بازار کراچی

مکتبہ المدینہ اردو بازار کراچی - مکتبہ ضیاء القرآن اردو بازار کراچی

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی - مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی

فریدی بک اسٹال اردو بازار لاہور - مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور۔

شرعی علوم کی ترویج میں

کمپیوٹر

کا کردار

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

شرعی علوم میں کمپیوٹر سے کیا کیا کام لئے جاسکتے ہیں

اور

اب تک کمپیوٹر پر کون کون سی اسلامی کتابیں محفوظ کی جا چکی ہیں
پندرہ روپے کے ڈاک ٹکٹ ار سال لکھتے مفت ماسٹیل بیٹے۔

اسکالرز اکیڈمی

گلشن اقبال، پوسٹ بکس نمبر 17887، اپنی 5200۔

E-Mail : oneqod@super.net.pk.

مؤلف کی دیگر تحریریں

مقالات و مضامین

- ☆ انسانیت کی ہستی
- ☆ نظام تعلیم ایک جائزہ
- ☆ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء
- ☆ آپریشن اور پوسٹ مارٹم
- ☆ دینی مدارس (ایک جائزہ)
- ☆ سلطان قابوس بن سعید
- ☆ فقہ کیا ہے اور فقہ کون
- ☆ علامہ فضل حق خیر آبادی
- ☆ دگ کی شرعی حیثیت
- ☆ نقشِ تعلیم رسول اکرم ﷺ
- ☆ اسلامی نظام حدود و تعزیرات کی حکمت
- ☆ نفاذ شریعت مقصد قیام پاکستان
- ☆ رمضان المبارک، تاریخی تناظر میں
- ☆ اعکاف، فضائل و مسائل
- ☆ نماز تراویح، چند توجہ طلب پہلو
- ☆ یومِ منیٰ اور مفہوم شہادت
- ☆ سلطنتِ عمان (تاریخ و تعارف)
- ☆ کیا شبِ قدر میں عمرہ ناجائز ہے؟
- ☆ (ایک فتویٰ کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ)
- ☆ کیا نماز عید فرض عین ہے؟
- ☆ (ایک فتویٰ کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ)

رسائل

- ☆ یودیو جزیرہ عرب سے نکل جاؤ
- ☆ جہان شاہین
- ☆ نشانِ منزل
- ☆ روزہ (فضائل و مسائل)
- ☆ اعکاف (فضائل و مسائل)
- ☆ قربانی کیسے کریں (فضائل و مسائل)
- ☆ مفتی کون فتویٰ کس سے لیں؟
- ☆ مختصر نصابِ سیرت
- ☆ تاریخِ نفاذِ حدود
- ☆ عبدالفتاح ابو غندہ شامی
- ☆ زندہ تمنا اور تمناؤں کی شرعی حیثیت
- ☆ طلاق اس کے اسباب و تدارک
- ☆ جرم و سزا تہن ہائے قدیم میں
- ☆ نبی اکرم ﷺ بحیثیت حکم و قاضی
- ☆ شیخ بخاری و ترمذی ابن سلام ہرودی
- ☆ زوال امت یا ابتلائے امت